سور کہتے ہیں۔

فسور الموجبۃ الخ :۔ یہاں سے محصورات اربعہ کے سور بیان کرتے ہیں، موجبہ کلیہ کا سور کل، لام استغراق اور ہر وہ لفظ ہے جو کل یا استغراق کے معنی کا فائدہ دے۔ جیسے کل انسان حیوان، اوران الانسان لفی خسر اور ہر انسان جاندار ہے۔ موجبہ جزئیہ کا سور بعض، واحد اور جوان کے معنی کا فائدہ دے۔ جیسے بعض الحیوان انسان، واحد من الحیوان انسان وغیرہ۔ اور سالبہ کلیہ کا سور لاشئی، لاواحد وغیرہ ہیں جیسے لاشئی من الانسان بحجر، لاواحد من الانسان بفرس۔ سالبہ جزئیہ کا سور لیس بعض، بعض لیس اور لیس کل اوران کے ہم معنی الفاظ ہیں، جیسے لیس بعض الحیوان انسان، بعض الحیوان لیس بانسان اور لیس کل الحیوان انسان۔

متن : وتُلازِمُ الجزئیةَ ولابُدَّ فی الموجبةِ مِنْ وجودِ الموضوعِ اِمَّا محقَّقًا فهی الخارجیةُ اومقدَّرًا فالحقیقیةُ اوذهنًا فالذهنیةُ

اور مہملہ جزئیہ کولازم ہے اور ضروری ہے موجبہ میں موضوع کا پایا جانا خواہ تحقیقی ہو پس وہ خارجیہ ہے یا تقدیری ہو پس وہ حقیقیہ ہے یا ذہنی ہو پس وہ ذہنیہ ہے

قولُه وتُلازِمُ الجزئیةَ اعلَمْ انَّ القضایا المعتَبَرةَ فی العلومِ هی المحصوراتُ الاربَعُ لاغیرَ وذالِكَ لانَّ المهملةَ والجزئیةَ متَلازِمَانِ اذْ كلَّما صَدَقَ الحكمُ علی افرادِ الموضوعِ فی الجملةِ صدَقَ علی بعضِ افرادِه وبالعكسِ فالمهملةُ مندَرِجَةٌ تحتَ الجزئیةِ والشخصیةُ لایُبحَثُ عنها بخصوصِها لانَّه لاكمالَ فی معرفةِ الجزئیاتِ لِتَغَیّرِها وعدمِ ثُباتِها بل انما یُبحَثُ عنها فی ضمنِ المحصوراتِ التی یُحكَمُ فیها علی الاشخاصِ اجمالًا والطبعیةُ لایُبحَثُ عنها فی العلومِ اصلاً فان الطبائعَ الكلیةَ من حیثُ نفسِ مفهومِها كماهو موضوعُ الطبعیةِ لامن حیثُ تحقُّقِها فی ضمنِ الاشخاصِ غیرُ موجودةٍ فی الخارجِ فلاكمالَ فی معرفةِ احوالِها فانحَصَرَ القضایا المعتَبَرةُ فی المحصوراتِ الاربعِ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول وتلازم الجزئیہ، جان تو کہ وہ قضایا جو علوم میں معتبر ہیں وہ محصورات اربع ہیں نہ کہ ان کے علاوہ، اور یہ اس لیے کہ مہملہ اور جزئیہ لازم وملزوم ہیں اس لیے کہ جب بھی حکم صادق آئے موضوع کے افراد پر فی الجملہ تو صادق آئیگا اس کے بعض افراد پر بھی اور اس کے عکس کے ساتھ، پس مہملہ داخل ہے جزئیہ کے تحت، اور شخصیہ سے خصوصیت کے ساتھ بحث نہیں کی جاتی اس لیے کہ کوئی کمال نہیں جزئیات کی معرفت میں بوجہ ان کے متغیر ہونے اور ثابت نہ ہونے کے، بلکہ ان سے بحث کی جاتی ہے ان محصورات کے ضمن میں جن میں اشخاص پر حکم لگایا جاتا ہے اجمالی طور پر اور طبعیہ سے علوم میں بحث بالکل نہیں کی جاتی اس لیے کہ طبائع کلیہ اپنے نفس مفہوم کی حیثیت سے جیسا کہ وہ قضیہ طبعیہ کا موضوع ہے نہ کہ اپنے اشخاص کے ضمن میں ثابت ہونے

کی حیثیت سے، خارج میں غیر موجود ہیں پس کوئی کمال نہیں ان کے احوال کی معرفت میں پس منحصر ہو گئے وہ قضایا جو معتبر ہیں محصورات اربع میں۔

﴿تشریح﴾ اعلم الخ :۔ یہاں سے قضایا کی چار قسموں میں سے صرف محصورات اربع کے علوم میں معتبر ہونے کی وجہ بیان کرتے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ علوم میں معتبر صرف قضیہ محصورہ کی چار اقسام ہیں، قضیہ مہملہ، قضیہ شخصیہ اور قضیہ طبعیہ معتبر نہیں، قضیہ مہملہ اس لیے معتبر نہیں کہ قضیہ مہملہ اور قضیہ محصورہ جزئیہ میں تلازم ہے، جہاں مہملہ ہوگا وہاں جزئیہ بھی ہوگا، اس لیے کہ قضیہ مہملہ میں حکم موضوع کے افراد پر فی الجملہ ہوتا ہے اور قضیہ جزئیہ میں حکم موضوع کے بعض افراد پر ہوتا ہے، جب حکم موضوع کے افراد پر فی الجملہ ہوتو یہ بات صادق ہے کہ حکم بعض افراد پر ہے، اور جب حکم موضوع کے بعض افراد پر ہوتو یہ صادق ہے کہ حکم افراد پر فی الجملہ ہے، لہذا قضیہ مہملہ قضیہ جزئیہ کے تحت داخل ہے۔ الگ سے اس سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں،

والشخصية الخ :۔ قضیہ شخصیہ علوم میں اس لیے معتبر نہیں کہ اس سے خصوصیت کے ساتھ کوئی بحث نہیں کی جاتی اس لیے کہ قضیہ شخصیہ میں جزئیات کا ذکر ہوتا ہے اور جزئیات کی معرفت حاصل کرنے میں کوئی کمال نہیں کیونکہ جزئیات متغیر اور غیر ثابت ہوتے ہیں، ہاں قضیہ شخصیہ سے بحث محصورات کے ضمن میں ہو جاتی ہے جن میں افراد پر حکم اجمالا ہوتا ہے۔

والطبعية الخ :۔ قضیہ طبعیہ علوم میں اس لیے معتبر نہیں کہ اس سے بحث بالکل نہیں کی جاتی کیونکہ طبائع کلیہ کے دو اعتبار ہیں، ان کے مفہوم کا اعتبار اور ان کے اپنے افراد کے ضمن میں متحقق ہونے کا اعتبار، یہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے قضیہ طبعیہ کا موضوع ہیں لیکن خارج میں نہیں پائے جاتے، اور اپنے افراد کے ضمن میں متحقق ہونے کے اعتبار سے اگر چہ خارج میں موجود ہیں لیکن قضیہ طبعیہ کا موضوع نہیں، پس جس اعتبار سے یہ قضیہ طبعیہ کا موضوع ہیں اس اعتبار سے یہ خارج میں موجود نہیں اور جس اعتبار سے خارج میں موجود ہیں اس اعتبار سے یہ قضیہ طبعیہ کا موضوع نہیں، لہذا ان کی معرفت حاصل کرنے میں بھی کوئی کمال نہیں۔

جب قضیہ مہملہ، شخصیہ اور طبعیہ کا علوم میں اعتبار نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ صرف قضیہ محصورہ کی اقسام ہی علوم میں معتبر ہیں۔

قوله ولابد فی الموجبةِ ای فی صِدقِها من وجودِ الموضوعِ وذالکَ انَّ الحکمَ فی الموجبةِ ثبوتُ شئی لِشئی وثبوتُ شئی لِشئی فرعُ ثبوتِ المُثبَتِ له اعنِی الموضوعَ فانه یصدُقُ هذ االحکمُ اذا کان الموضوعُ محقَّقًا موجوداًاِمَّا فی الخارجِ ان کانَ الحکمُ بثبوتِ المحمولِ له هناکَ اوفی الذهنِ کذالکَ

ترجمہ :. مصنف کا قول ولا بد الخ، یعنی (ضروری ہے) موجبہ کے صادق آنے میں موضوع کا موجود ہونا اور یہ اس لیے کہ موجبہ میں حکم ایک شئی کے دوسری شئی کے لیے ثبوت کا ہوتا ہے اور ایک شئی کا دوسری شئی کے لیے ثابت ہونا فرع ہے مثبت لہ یعنی موضوع کے وجود کی پس نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ حکم صادق ہوگا جب موضوع محقق موجود ہو یا تو خارج میں اگر حکم محمول کے اس کے لیے ثبوت کا ہو وہاں (خارج) میں یا ذہن میں اسی طرح۔

﴿تشریح﴾ فی صدقھا الخ :۔ متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ قضیہ موجبہ کے صادق ہونے کے لیے ضروری ہے کہ موضوع موجود ہو، اس لیے کہ قضیہ موجبہ میں اس بات کا حکم ہوتا ہے کہ ایک شئی دوسری کے لیے ثابت ہے، اور ایک شئی کا دوسری شئی کے ثابت ہونا فرع ہے مثبت لہ یعنی موضوع کے موجود ہونے کی ، لہذا حکم تب ثابت ہوگا جب موضوع موجود ہو پھر موضوع کے موجود ہونے کی دو صورتیں ہیں ، اگر محمول موضوع کے لیے خارج میں ثابت ہو تو موضوع خارج میں موجود ہوگا اور اگر محمول موضوع کے لیے ذہن میں ثابت ہو تو موضوع ذہن میں موجود ہوگا۔

ثم القضایا الحملیةُ المعتبرةُ باعتبارِ وجودِ موضوعِھا لھا ثلاثةُ اقسامٍ لانَّ الحکمَ فیھا اِمَّا علی الموضوعِ الموجودِ فی الخارجِ محقَّقًا نحوُ کلُّ انسانٍ حیوانٌ بمعنٰی کلُّ انسانٍ موجودٍ فی الخارجِ حیوانٌ فی الخارجِ واِمَّا علی الموضوعِ الموجودِ فی الخارجِ مقدراً نحوُ کلُّ انسان حیوانٌ بمعنٰی انَّ کلَّ مالووُجِدَ فی الخارجِ وکان انساناً فھو علی تقدیرِ وجودِہ حیوانٌ وھذاالموجودُ المقدَّرُ انما اعتبَرُوہ فی الافرادِ الممکِنَةِ لاالممتَنِعَةِ کافرادِ اللاشئی وشریکِ البارِی واِمَّا علی الموضوعِ الموجودِ فی الذھنِ کقولک شریکُ البارِی ممتنعٌ بمعنٰی ان کلَّ مالووُجِدَ فی العقلِ ویَفْرُضُہ العقلُ شریکَ البارِی فھو موصوفٌ بالامتناعِ وھذاانما اعتَبَرُوہ فی الموضوعاتِ التی لیست لھا افرادٌ ممکنةُ التحقُّقِ فی الخارجِ

ترجمہ :. پھر قضایا حملیہ جو معتبر ہوتے ہیں اپنے موضوع کے وجود کے اعتبار سے، ان کی تین قسمیں ہیں اس لیے کہ ان میں حکم یا اس موضوع پر ہوگا جو خارج میں موجود ہے تحقیقی طور پر جیسے کل انسان حیوان بایں معنی کہ ہر وہ انسان جو خارج میں موجود ہو وہ خارج میں حیوان ہوگا اور یا حکم اس موضوع پر ہوگا جو خارج میں موجود ہے فرضی طور پر جیسے کل انسان حیوان بایں معنی کہ ہر وہ چیز جو خارج میں پائی جائے اور وہ انسان ہو تو وہ اپنے وجود کی تقدیر پر حیوان ہوگا اور یہ فرضی طور پر موجود نہیں ہے سوائے اس کے کہ مناطقہ نے اس کا اعتبار کیا ہے افراد ممکنہ میں نہ کہ افراد ممتنعہ میں جیسے لاشئی اور شریک الباری کے افراد اور یا حکم ایسے موضوع پر ہوگا جو ذہن میں موجود ہے جیسے شریک الباری ممتنع بایں معنی کہ ہر وہ چیز جو جو عقل میں پائی جائے اور عقل اس کو شریک الباری فرض کرے تو وہ ذہن میں موصوف ہوگا ممتنع ہونے کے ساتھ ، اور اس کا نہیں ہے سوائے اس کے کہ مناطقہ نے اعتبار کیا ایسے

موضوعات میں جن کے افراد کا خارج میں پایا جانا ممکن نہ ہو۔

﴿تشریح﴾ ثم القضایا الخ :۔ یہاں سے قضایا حملیہ کی باعتبار موضوع کے موجود ہونے کے اقسام بیان کرتے ہیں، کہ قضیہ حملیہ کی تین قسمیں ہیں قضیہ خارجیہ، قضیہ حقیقیہ اور قضیہ ذہنیہ۔ قضیہ خارجیہ وہ قضیہ ہے جس میں حکم ایسے موضوع پر ہو جو خارج میں موجود ہو تحقیقی طور پر جیسے کل انسان حیوان، بایں معنی کہ ہر وہ انسان جو خارج میں موجود ہو وہ خارج میں حیوان ہوگا۔ اور قضیہ حقیقیہ وہ قضیہ جس میں حکم ایسے موضوع پر جو خارج میں فرضی طور پر موجود ہو جیسے کل انسان حیوان بایں معنی کہ ہر وہ چیز جو خارج میں موجود ہوا اور وہ انسان ہو تو وہ اپنے موجود ہونے کی تقدیر پر حیوان ہوگی۔ قضیہ ذہنیہ وہ قضیہ ہے جس میں حکم ایسے موضوع پر جو ذہن میں موجود ہو جیسے شریک الباری ممتنع، بایں معنی کہ ہر وہ چیز جو عقل میں پائی جائے اور عقل اس کو شریک الباری فرض کرلے تو وہ ذہن میں ممتنع ہونے کے ساتھ موصوف ہوگا۔

وھذا الموجود الخ :۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ قضیہ حقیقیہ کی تعریف مانع نہیں اس لیے کہ یہ لاشئی موجود ہے اور شریک الباری موجود ہے پر صادق ہے کیونکہ قضیہ حقیقیہ میں موضوع فرضی طور پر موجود ہوتا ہے اور لاشئی اور شریک الباری کا وجود فرض کرنا بھی ممکن ہے تو اس کا جواب دیا کہ موضوع فرضی سے مراد وہ موضوع فرضی ہے جس کے افراد ممکن ہوں نہ کہ ممتنع، اور لاشئی اور شریک الباری کے افراد ممتنع ہیں۔

وھذا انما الخ :. یہاں سے ایک فائدہ بیان کرتے ہیں کہ قضیہ ذہنیہ میں ان موضوعات کا اعتبار کیا جاتا ہے جن کے افراد کا خارج میں پایا جانا ممکن نہ ہو۔

متن : **وقد يُجعَلُ حرفُ السلَبِ جزءً من جزءٍ فيسمّٰى معدولةً والافمُحَصَّلَةً**

اور کبھی حرف سلب کو جزء کا جزء بنا دیا جاتا ہے پس اس کا نام رکھا جاتا ہے معدولۃ ورنہ پس محصلہ۔

قولـه حرفُ السلبِ كَلَاوليسَ وغيرِهما ممَّايُشارِكُهما في معنَى السلَبِ قولُه من جزءٍ اى من الموضوعِ فقط اومن المحمولِ فقط اومن كِلَيهما فالقضيةُ علَى الاوَّلِ تسمّٰى معدولةَ الموضوعِ وعلى الثانِى معدولةَ المحمولِ وعلى الثالِثِ معدولةَ الطرفينِ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول حرف السلب، جیسے لا اور لیس اور ان کے غیر ان الفاظ میں سے جو ان دونوں کے شریک ہیں سلب کے معنی میں، مصنف کا قول من جزء یعنی فقط کا موضوع کا جزء ہو یا فقط محمول کا جزء ہو یا ان دونوں کا، پس قضیہ کا پہلی تقدیر پر نام رکھا جاتا ہے معدولۃ الموضوع اور دوسری تقدیر پر معدولۃ المحمول اور تیسری تقدیر پر معدولۃ الطرفین۔

﴿تشریح﴾ کلاولیس الخ :۔ مصنف کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ قضیہ کی دو قسمیں ہیں معدولۃ اور محصلہ، قضیہ معدولہ وہ

قضیہ ہے جس میں حرف سلب قضیہ کے جزء کا جزء ہو،حرف سلب جیسے لا ،لیس اوراس کے علاوہ وہ الفاظ جو معنی سلب میں ان کے شریک ہیں۔اور قضیہ محصلہ وہ قضیہ جس میں حرف سلب قضیہ کے کسی جزء کا جزء نہ ہو۔پھر قضیہ معدولہ کی تین قسمیں ہیں،معدولۃ الموضوع،معدولۃ المحمول اورمعدولۃ الطرفین ۔معدولۃ الموضوع وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب موضوع کا جزء ہو جیسے اللا حی جماد،اورمعدولۃ المحمول وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب محمول کا جزء ہو جیسے الجماد لاحی،اورمعدولۃ الطرفین وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب موضوع اورمحمول دونوں کا جزء ہو جیسے اللا حی لا عالم۔

قولہ معدولة لانَّ حرفَ السلَبِ موضوعٌ لِسلَبِ النسبةِ فاذااستُعمِلَ لا فی هذ االمعنٰی کانَ معدولًا عن معنَاہ الاصلیّ فسُمِّیَتِ القضیةُ التی هذ الحرفُ جزءٌ من جزئِها معدولةً تسمیةَ لِلکلِّ باسمِ الجزءِ والقضیةُ التی لایکونُ حرفُ السلَبِ جزءاً من طرفَیِها تسمّٰی مُحَصَّلَةً

ترجمہ :مصنف کا قول معدولۃ،اس لیے کہ حرف سلب موضوع ہے سلب نسبت کے لیے پس جب لا اس معنی میں استعمال ہو تو وہ معدول ہوگا اپنے اصلی معنی سے پس نام رکھ دیا گیا اس قضیہ کا کہ یہ حرف جس کے جزء کا جزء ہو(نام رکھ دیا گیا) معدولہ کل کا نام جزء کے نام کے ساتھ رکھنے کی قبیل سے اور وہ قضیہ کہ حرف سلب نہ ہو جس کے طرفین کا جزء اس کا نام رکھا جاتا ہے محصلہ۔

《تشریح》 لان حرف السلب الخ :۔یہاں قضیہ معدولہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ حرف سلب سلب نسبت کے لیے موضوع ہے،جب حرف سلب مثلا لا کو اس معنی میں استعمال کیا(یعنی اس کا قضیہ کے جزء کا جزء بنایا گیا) تو یہ اپنے اصلی معنی سے معدول ہو گیا،پھر وہ قضیہ کہ جس میں حرف سلب اس کے جزء کا جزء ہو اس قضیہ کا نام معدولہ رکھا گیا تسمیۃ الکل باسم الجزء کی قبیل سے،یعنی جو نام جزء کا تھا وہ کل کا رکھ دیا گیا۔

> **متن**: وقد یُصَرَّحُ بکیفیةِ النسبةِ فمُوَجَّهَةٌ ومابه البیانُ جهةٌ والافمَطُلَقَةٌ
> اور کبھی تصریح کر دی جاتی ہے نسبت کی کیفیت کی پس وہ موجہہ ہوتا ہے اور جس کے ذریعہ بیان ہو وہ جہت ہے ورنہ پس وہ مطلقہ ہے۔

قولہ بکیفیةِ النسبةِ نسبةُ المحمولِ الی الموضوعِ سواءٌ کانت ایجابیةً اوسلبیةً تکون لامحالَةَ متَکَیَّفَةٌ فی نفسِ الامرِ والواقِعِ بکیفیةٍ مثلَ الضرورةِ اوالدوامِ اوالامکانِ اوالامتناعِ وغیرِ ذالک فتلک الکیفیةُ الواقعِةُ فی نفسِ الامرِ تسمّٰی مادةَ القضیةِ ثم قد یُصَرَّحُ فی القضیةِ بان تلکَ النسبةَ مکیَّفَةٌ فی نفسِ الامرِ بِکیفیةٍ کذا فالقضیةُ حینئذ تسمّٰی موجَّهَةً وقد لایُصَرَّحُ بذالک فتسَمّٰی القضیةُ مُطُلَقَةً واللفظُ الدالُّ علیها فی القضیةِ الملفوظةِ والصورةُ العقلیةُ علیها فی القضیةِ المعقولةِ تسمّٰی جهةَ القضیةِفان

طابقتِ الجهةُ المادةَ صَدَقَتِ القضيةُ كقولِنا الانسانُ حيوانٌ بالضرورةِ والاكَذَبَتْ كقولِنا كلُّ انسان حجرٌ بِالضرورةِ

ترجمہ: مصنف کا قول بکیفیۃ النسبۃ محمول کی موضوع کی طرف نسبت خواہ ایجابی ہو یا سلبی، لامحالہ متصف ہوتی ہے نفس الامر اور واقع میں ایک کیفیت کے ساتھ جیسے ضرورت، دوام، امکان یا امتناع وغیرہ کے ساتھ۔ پس وہ کیفیت جو واقع ہوتی ہے نفس الامر میں اس کا نام رکھا جاتا ہے مادۃ القضیۃ، پھر کبھی تصریح کر دی جاتی ہے قضیہ میں اس بات کی کہ وہ نسبت متصف ہے نفس الامر میں فلاں کیفیت کے ساتھ، تو اس قضیہ کا نام رکھا جاتا ہے قضیہ موجہہ، اور کبھی اس کی تصریح نہیں کی جاتی تو قضیہ کا نام رکھا جاتا ہے مطلقہ، اور وہ لفظ جو اس پر دلالت کرنے والا ہو قضیہ ملفوظہ میں اور وہ صورت عقلیہ جو اس پر دلالت کرنے والی ہو قضیہ معقولہ میں اس کا نام رکھا جاتا ہے جہۃ قضیہ، پس اگر مطابق ہو جہت مادہ کے تو قضیہ صادقہ ہوگا جیسے ہمارا قول الانسان حیوان بالضرورۃ ورنہ کاذبہ ہوگا جیسے الانسان حجر بالضرورۃ

﴿تشریح﴾ **نسبة المحمول الخ** :۔ یہاں سے متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ محمول کی جو موضوع کی طرف نسبت ہوتی ہے خواہ ایجابی ہو یا سلبی، واقع نفس الامر میں وہ کسی نہ کسی کیفیت (ضرورۃ، دوام، امکان یا امتناع وغیرہ) کے ساتھ متصف ہوتی ہے پس اسی کیفیت کا نام جو واقع میں ثابت ہوتی ہے، مادہ قضیہ ہے۔

ثم قد الخ :۔ یہاں سے مادہ قضیہ کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم کرتے ہیں کہ اس اعتبار سے قضیہ دو قسم پر ہے موجہہ اور مطلقہ، موجہہ وہ قضیہ ہے جس میں تصریح کر دی جائے اس بات کی کہ وہ نسبت جو محمول کی موضوع کی طرف ہوتی ہے وہ کسی نہ کسی کیفیت کے ساتھ متصف ہے۔ اور قضیہ مطلقہ وہ قضیہ ہے جس میں اس قسم کی تصریح نہ ہو۔

واللفظ الدال الخ :۔ یہاں سے جہت قضیہ کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ لفظ جو قضیہ ملفوظہ میں اس کیفیت پر دال ہوتا ہے اور وہ صورت عقلیہ جو قضیہ معقولہ میں اس کیفیت پر دال ہوتی ہے اس کا نام جہت قضیہ ہے۔

فان طابقت الخ :۔ یہاں سے جہت قضیہ کے مادہ قضیہ کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ کی تقسیم کرتے ہیں، کہ قضیہ کی اس اعتبار سے دو قسمیں ہیں صادقہ اور کاذبہ، صادقہ وہ قضیہ ہے جس میں جہت قضیہ مادہ قضیہ کے مطابق ہو (یعنی الفاظ واقع نفس الامر کے مطابق ہوں) جیسے الانسان حیوان بالضرورۃ، اور کاذبہ وہ ہے جس میں جہت قضیہ مادہ قضیہ کے مطابق نہ ہو (یعنی الفاظ واقع نفس الامر کے مطابق نہ ہوں) جیسے الانسان حجر بالضرورۃ۔

متن: فان كانَ الحكمُ فيها بِضرورةِ النسبةِ مادَامَ ذاتُ الموضوعِ موجودَةٌ فضروريةٌ مطلقةٌ اومادَامَ وصفُه فمشروطَةٌ عامةٌ اوفي وقتٍ معينٍ فوقتيةٌ مطلقةٌ اوغيرِ معينٍ فمنتشرةٌ مطلقةٌ
پس اگر حکم اس میں نسبت کے ضرورت کا ہو جب تک ذات موضوع موجود ہے تو وہ ضروریہ مطلقہ ہے یا جب تک اس کا وصف ہو تو وہ مشروطہ عامہ ہے یا ضرورت نسبت وقت معین میں ہو تو وہ وقتیہ مطلقہ ہے او وقت غیر معین میں ہو تو وہ منتشرہ مطلقہ ہے۔

قوله فان كانَ الحكمُ فيها بضرورةِ النسبةِ قديكونُ الحكمُ في القضيةِ الموجَّهَةِ بانَّ النسبةَ الثبوتيةَ اوالسلبيةَ ضروريةٌ اى ممتَنِعَةُ الانفكاكِ عن الموضوعِ عى احدِ اربعةِ اوجُهٍ الاوَّلُ انَّها ضروريةٌ مادَامَ ذاتُ الموضوعِ موجودةٌ نحوُ كلُّ انسان حيوانٌ بالضرورةِ ولاشئَ من الحجرِ بانسان بالضرورةِ فيسمّٰى القضيةُ حينئذ ضروريةً مطلقةً لِاشتمالِها على الضرورةِ وعدمِ تقييدِ الضرورَةِ بالوصفِ العنوانِي اوالوقتِ الثانِي انها ضروريةٌ مادامَ الوصفُ العنوانِي ثابتاً لِذاتِ الموضوعِ نحوُ كلُّ كاتبٍ متحركُ الاصابِعِ بالضرورةِ مادامَ كاتِبًا ولاشئَ منه بساكنِ الاصابِعِ مادَامَ كاتِبًا فتُسمّٰى حينئذ مشروطةً عامةً لِاشتِرَاطِ الضرورةِ بالوصفِ العنوانِي ولِكونِ هذِه القضيةِ اعمَّ من المشروطَةِ الخاصَّةِ كماستجئى

ترجمہ: مصنف کا قول فان کان الخ، حکم کبھی قضیہ موجہہ میں اس طور پر ہوتا ہے کہ نسبت ثبوتیہ یا سلبیہ ضروری ہوتی ہے یعنی اس کا موضوع سے جدا ہونا ممتنع ہوتا ہے (یہ حکم) چار طریقوں میں سے ایک طریق پر ہوتا ہے پہلا طریقہ یہ ہے کہ وہ نسبت ضروری ہوتی ہے جب تک ذات موضوع موجود ہو جیسے ہر انسان حیوان ہے بالضرورۃ، اور کوئی پتھر انسان نہیں بالضرورۃ، پس اس وقت قضیہ کا نام رکھا جاتا ہے ضروریہ مطلقہ بوجہ اس کے مشتمل ہونے کے ضرورۃ پر، اور بوجہ ضرورت کے وصف عنوانی یا وقت کے ساتھ مقید نہ ہونے کے، دوسرا طریق یہ ہے کہ وہ نسبت ضروری ہوتی ہے جب تک وصف عنوانی موضوع کی ذات کے لیے ثابت ہو جیسے ہر کاتب کی انگلیاں حرکت کرتی ہیں بالضرورۃ جب تک وہ کاتب ہو اور کسی کاتب کی انگلیاں ساکن نہیں ہوتیں بالضرورۃ جب تک وہ کاتب ہو پس اس وقت اس کا نام رکھا جاتا ہے مشروطہ عامہ بوجہ ضرورت کے مشروط ہونے کے وصف عنوانی کے ساتھ، اور بوجہ اس قضیہ کے مشروطہ خاصہ سے عام ہونے کے جیسا کہ آگے آئیگا۔

﴿تشریح﴾ قديكون الحكم الخ:۔ یہاں سے محمول کی موضوع کی طرف نسبت کے ضروری ہونے کے اعتبار سے قضیہ موجہہ کی تقسیم کرتے ہیں، اس اعتبار سے قضیہ موجہہ کی چار قسمیں ہیں ضروریہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ ۔ضروریہ مطلقہ وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں محمول کی موضوع کی طرف نسبت ضروری ہو جب تک ذات موضوع موجود ہو جیسے کل

انسان حیوان بالضرورہ اور لاشئی من الحجر بانسان بالضرورہ۔اس کوضروریہ تو اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ضرورت پر مشتمل ہوتا ہے،اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ضرورت وصف عنوانی یا وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتی۔وصف عنوانی اس وصف کو کہتے ہیں جو موضوع کے لیے ثابت ہو، جیسے کل کاتب انسان، اس میں کتابت وصف عنوانی ہے جو کاتب کے لیے ثابت ہے۔

الثـانـي انهـاالخ: ۔ مشروطہ عامہ وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں محمول کی موضوع کی طرف نسبت ضروری ہو جب تک وصف عنوانی ذات موضوع کے لیے ثابت ہو جیسے کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا، اور لاشئی من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا۔اس کومشروطہ تو اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ضرورۃ وصف عنوانی کے ساتھ مشروط ہوتی ہے اور عامہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مشروطہ خاصہ سے اعم ہوتا ہے جس کا بیان آگے آئیگا۔

الثـالِثُ انهـا ضـروريةٌ فـي وقتٍ معينٍ نحوُ كلُّ قمرٍ منخَسِفٌ بالضرورةِ وقتَ حيلولةِ الارضِ بينَه وبينَ الشـمـسِ ولاشـئـيَ مـن الـقـمـرِ بـمـنـخَسِفٍ بالضرورةِ وقتَ التربيعِ فتُسمّٰى حينئذ وقتيةً مطلقةً لِتقييدِ الـضـرورـةِ بـالـوقتِ وعدمِ تقييدِ القضيةِ باللادوامِ الرابعُ انَّها ضروريةٌ في وقتٍ من الاوقاتِ كقولِنا كلُّ انسـان متـنفِسٌ بالضرورةِ وقتًا مَّا ولاشئيَ من الانسانِ بمتنَفِّسٍ بالضرورةِ وقتاً مَّا فتُسمّٰى منشرةً مطلقةً لكونِ وقتِ الضرورةِ فيها منتشرةً اى غيرَ معيَّنٍ وعدمِ تقييدِ القضيةِ باللادوامِ

ترجمہ :۔تیسرا طریق یہ ہے کہ وہ نسبت ضروری ہو وقت معین میں جیسے ہر چاند گرہن والا ہے ضروری طور پر زمین کے چانداور سورج کے درمیان حائل ہونے کے وقت، اور کوئی چاند گرہن والانہیں تربیع کے وقت۔پس اس وقت قضیہ کا نام رکھا جاتا ہے وقتیہ مطلقہ بوجہ ضرورت کے وقت کے ساتھ مقید ہونے کے اور بوجہ قضیہ کے لادوام کے ساتھ مقید نہ ہونے کے اور چوتھا طریق یہ ہے کہ وہ نسبت ضروری ہو کسی وقت میں اوقات میں سے، جیسے ہمارا قول ہر انسان سانس لینے والا ہے بالضرورۃ کسی بھی وقت میں اور کوئی انسان سانس لینے والانہیں کسی ایک وقت میں، پس نام رکھا جاتا ہے قضیہ کا منتشرہ مطلقہ بوجہ ضرورت کے وقت کے اس میں منتشر یعنی غیر معین ہونے کے اور بوجہ قضیہ کے لادوام کے ساتھ مقید نہ ہونے کے۔

﴿تشـریح﴾ الثـالث :۔وقتیہ مطلقہ اس قضیہ موجہہ کو کہتے ہیں جس میں محمول کی موضوع کی طرف نسبت ضروری ہو وقت معین میں، جیسے ہر چاند گرہن والا ہے بالضرورۃ جب چانداور سورج کے درمیان زمین حائل ہو جائے اور کوئی چاند گرہن والانہیں ہے بالضرورۃ تربیع کے وقت میں۔تربیع کی وضاحت یہ ہے کہ فلک بارہ برج پر مشتمل ہے، تین برج اس کا ربع یعنی چوتھائی ہے ۔تربیع کا وقت وہ وقت ہوتا ہے جب سورج اور چاند کے درمیان فلک کا چوتھائی یعنی تین برج آجائیں۔اس قضیہ کو وقتیہ تو اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ضرورت وقت کے ساتھ مقید ہوتی ہے اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں قضیہ لادوام کے ساتھ مقید

نہیں ہوتا۔

الرابع الخ:۔ منتشرہ مطلقہ وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں محمول کی موضوع کی طرف نسبت کسی ایک وقت میں ضروری ہو جیسے ہر انسان سانس لینے والا ہے بالضرورۃ کسی ایک وقت میں، اور کوئی انسان سانس لینے والا نہیں کسی ایک وقت میں۔ اس کو منتشرہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ضرورت منتشر ہوتی ہے یعنی غیر معین ہوتی ہے کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتی، اور مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں قضیہ لا دوام کے ساتھ مقید نہیں ہوتا۔

متن: اوبدوامِها مادَامَ الذاتُ فدائمةٌ مطلقةٌ اومادَامَ الوصفُ فعرفيةٌ عامةٌ اوبفعليتِها فمطلقةٌ عامةٌ اوبعدمِ ضرورةِ خلافِها فممكنةٌ عامةٌ فهذه بَسَائِطُ

یا حکم ہو نسبت کے دائمی ہونے کا جب تک ذات موجود ہے تو وہ دائمہ مطلقہ ہے یا حکم ہو جب تک وصف ہے تو وہ عرفیہ عامہ ہے اور حکم ہو نسبت کی فعلیت کا تو وہ مطلقہ عامہ ہے یا حکم ہو نسبت کے خلاف کے ضروری نہ ہونے کا تو وہ ممکنہ عامہ ہے، پس یہ بسائط ہیں۔

قوله فدائمةٌ مطلقةٌ والفرقُ بينَ الضرورةِ والدوامِ انَّ الضرورةَ هي استِحالَةُ انفكاكِ شئى عن شئى والدوامُ عدمُ انفكاكِه عنه وان لم يكُن مستَحِيلًا كدَوَامِ الحركةِ لِلفَلَكِ

ترجمہ: ۔مصنف کا قول فدائمۃ مطلقۃ، اور فرق ضرورت اور دوام کے درمیان یہ ہے کہ ضرورۃ وہ ایک شئی کا دوسرے شئی سے جدا ہونے کا محال ہونا ہے اور دوام اس کا اس شئی سے جدا نہ ہونا ہے اگر چہ جدا ہونا محال نہ ہو جیسے فلک کی حرکت کا دوام۔

﴿تشریح﴾ والفرق الخ:۔ یہاں سے دوام اور ضرورت کے درمیان فرق بیان کرتے ہیں، ضرورت کا معنی ہے ایک شئی کا دوسری شئی سے جدا ہونے کا محال ہونا اور دوام کہتے ہیں ایک شئی کا دوسری شئی سے جدا نہ ہونا اگر چہ ان دونوں کا جدا ہونا محال نہ ہو۔ جیسے فلک کی حرکت دائم ہے یعنی حرکت فلک سے جدا نہیں ہے اگر چہ اس کا فلک سے جدا ہونا محال نہیں۔

ثم الدوامُ اعنِي عدمَ انفكاكِ النسبةِ الايجابيةِاوالسلبيةِ عن الموضوعِ اِمَّا ذاتيٌ اووصفيٌ فان كانَ الحكمُ في الموَجَّهَةِ بالدوامِ الذاتِيِّ اى بعدمِ انفكاكِ النسبةِ عن الموضوعِ مادَامَ ذاتُ الموضوعِ موجودةً سُمِّيَتِ القضيةُ دائمةً لِاشتِمَالِها على الدَّوَامِ مطلقةً لِعدمِ تقْيِيدِ الدوامِ بالوصفِ العنوانِيِّ وان كانَ الحكمُ بالدوامِ الوصفيِّ اى بعدمِ انفكاكِ النسبةِ عن ذاتِ الموضوعِ مادَامَ الوصفُ العنوانيُّ ثابتًا لِتلكَ الذاتِ سُمِّيَتُ عرفيةً لانَّ اهلَ العرفِ يفهَمُونَ هذا المعنٰى من القضيةِ السالبةِ بل من الموجبَةِ ايضاً عندَ الاطلاقِ فاذا قِيلَ كلُّ كاتبٍ متحركُ الاصابعِ فهِمُوا انَّ هذا الحكمَ ثابتٌ له مادَامَ كاتِبًا

وعامةً لِكونِها اعمَّ من العرفيةِ الخاصَّةِ التى سَيَجِئُى ذكرُها.

ترجمہ:. پھر دوام یعنی نسبت ایجابیہ یا سلبیہ کا موضوع سے جدا نہ ہونا یا ذاتی ہوگا یا وصفی، پس اگر موجہہ میں حکم دوام ذاتی کا ہو یعنی نسبت کے موضوع سے جدا نہ ہونے کا ہو جب تک موضوع موجود ہے تو قضیہ کا نام رکھا جاتا ہے دائمہ بوجہ اس کے مشتمل ہونے کے دوام پر، اور مطلقہ بوجہ دوام کے وصفی عنوانی کے ساتھ مقید نہ ہونے کے اور اگر حکم دوام وصفی کا ہو یعنی نسبت کے موضوع سے جدا نہ ہونے کا ہو جب تک وصف عنوانی ثابت ہو اس ذات کے لیے تو قضیہ کا نام رکھا جاتا ہے عرفیہ اس لیے کہ اہل عرف یہی معنی سمجھتے ہیں قضیہ سالبہ سے بلکہ قضیہ موجبہ سے بھی اطلاق کے وقت پس جب کہا جائے ہر کاتب متحرک الاصابع ہے تو وہ یہی سمجھتے ہیں یہ حکم اس کاتب کے لیے ثابت ہے جب تک وہ کاتب ہے اور اس کا نام رکھا جاتا ہے عامہ بوجہ اس کے عرفیہ خاصہ سے عام ہونے کے جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

﴿تشریح﴾ ثم الدوام الخ :۔ یہاں سے دوام کی تقسیم کرتے ہیں کہ دوام کی دو قسمیں ہیں دوام ذاتی اور دوام وصفی، دوام ذاتی یہ ہے کہ نسبت موضوع سے جدا نہ ہو جب ذات موضوع موجود ہو، اور دوام وصفی یہ ہے کہ نسبت موضوع سے جدا نہ ہو جب تک وصف عنوانی ذات موضوع کے لیے ثابت ہو۔

فان كان الحكم :. دائمہ مطلقہ وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت ذات موضوع سے جدا نہیں جب تک ذات موضوع موجود ہے جیسے کل انسان حیوان بالدوام اور لاشئی من الحجر بانسان بالدوام۔ اس کو دائمہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں قضیہ دوام پر مشتمل ہوتا ہے اور مطلقہ اس لیے کہ کہتے ہیں دوام وصف عنوانی کے ساتھ مقید نہیں ہوتا۔

وان كا ن الحكم الخ :۔ عرفیہ عامہ وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت ذات موضوع سے جدا نہیں جب تک وصف عنوانی ذات موضوع کے لیے ثابت ہے جیسے کل کاتب متحرک الاصابع بالدوام مادام کاتبا، اور لاشئی من الکاتب بساکن الاصابع بالدوام مادام کاتبا۔ اس کو عرفیہ اس لیے کہتے ہیں کہ جب اس قضیہ کو مطلق ذکر کیا جائے یعنی اس میں جہت دوام کو ذکر نہ کیا جائے تو اہل عرف اس سے یہی معنی سمجھتے ہیں کہ نسبت ذات موضوع سے جدا نہیں جب تک وصف عنوانی ذات موضوع کے لیے ثابت ہے۔ مثلا جب کہا جائے کل کاتب متحرک الاصابع، اور جہت دوام کو ذکر نہ کیا جائے تو اہل عرف یہی سمجھتے ہیں کہ حرکت اصابع کاتب سے جدا نہیں جب تک وہ کاتب ہے۔ اور اس کو عامہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عرفیہ خاصہ سے اعم ہے جس کا ذکر آگے آئیگا۔

شارح کے قول ہذا المعنی من القضیہ السالبۃ بل من الموجبۃ ایضا پر سوال ہوتا ہے کہ مصنف نے اس طرح کیوں کہا، عبارت اس طرح کیوں نہیں لائے یفھمون ہذا المعنی من القضیہ السالبۃ والموجبۃ الخ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ سالبہ کو اگر جہت

کے بغیر ذکر کیا جائے تو اس وقت تو اہل عرف یہ سمجھتے ہیں کہ نسبت موضوع سے جدا نہیں جب تک وصف عنوانی ثابت ہے ،اور قضیہ موجبہ کو جب جہت کے بغیر ذکر کیا جائے تو کبھی یہ معنی سمجھتے ہیں اور کبھی نہیں ، جیسے کل کاتب انسان کہیں اور دوام یا مادام کاتبا ساتھ ذکر نہ کریں تو یہ معنی نہیں سمجھا جاتا کہ انسان ہونا کاتب کے لیے ثابت ہے جب تک وہ کاتب ہے ۔

قوله او بفعليتِها اى تحقُّقِ النسبةِ بالفعلِ فالمطلقةُ العامةُ هى التى حُكِمَ فيها بكونِ النسبةِ متحقَّقَةً بالفعلِ اى فى احدِ الازمنةِ الثلاثةِ وتسميتُها بالمطلقةِ لانَّ هذا هو المفهومُ من القضيةِ عندَ اطلاقِها وعدمِ تقييدِها بالضرورةِ اوالدوامِ اوغيرِذالک من الجهاتِ وبالعامةِ لِكونِها اعمَّ من الوجوديةِ اللادائمةِ واللاضروريةِ على ماسَيَجِئُى

ترجمہ : ۔مصنف کا قول او بفعلیتہا ،یعنی نسبت کے بالفعل متحقق ہونے کا حکم ،پس مطلقہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں حکم لگایا گیا ہو نسبت کے بالفعل ثابت ہونے کا یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں اور اس کا نام رکھنا مطلقہ کے ساتھ اس لیے ہے کہ یہی وہ بات ہے جو سمجھی جاتی ہے قضیہ سے اس کو مطلق ذکر کرنے کے وقت اور اس کو مقید نہ کرنے کے وقت ضرورت یا دوام یا کسی اور جہت کے ساتھ اور اس نام رکھنا عامہ کے ساتھ ہے بوجہ اس کے وجودیہ لا دائمہ اور لاضروریہ سے اعم ہونے کے جن کا ذکر آگے آئیگا۔

﴿تشریح﴾ اى تحقق الخ :۔یہ فعلیت کے معنی کا بیان ہے کہ اس کا مطلب ہے نسبت کے بالفعل ثابت ہونے کا حکم ہو۔ مطلقہ عامہ وہ قضیہ موجبہ ہے جس میں اس بات کا حکم ہو کہ نسبت موضوع کے لیے تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں ثابت ہے جیسے زید کاتب بالفعل ۔اس کا مطلب ہے کہ کتابت کا حکم زید کے لیے کسی ایک زمانے میں ثابت ہے۔اس کو مطلقہ دووجہوں سے کہتے ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ جب اس میں جہت کو ذکر نہ کیا جائے تو یہی معنی سمجھا جاتا ہے کہ نسبت موضوع کے لیے تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں ثابت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں قضیہ دوام ،ضرورت یا کسی اور جہت کے ساتھ مقید نہیں ہوتا۔اور اس کو عامہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ وجودیہ لا دائمہ اور وجودیہ لاضروریہ سے عام ہوتا ہے جن کا ذکر آگے آئیگا۔

قولُه اوبعدمِ ضرورةِ الخ اذاحُكِمَ فى القضيةِ بانَّ خلافَ النسبةِ المذكورةِ فيها ليسَ ضرورياً نحوُ قولِنا زيدٌ كاتبٌ بالامكانِ العامِّ بمعنٰى انَّ الكتابةَ غيرُ مستحيلةٍ له يعنِى انَّ سلبَها ليس ضرورياً سُمِّيَتِ القضيةُ حينئذ ممكنةً لِاشتمالِها على الامكانِ وهو لِسلبِ الضرورةِ وعامةً لِكونِها اعمَّ من الممكنةِ الخاصَّةِ

ترجمہ :مصنف کا قول او بعدم الخ ،جب قضیہ میں اس بات کا حکم ہو کہ اس نسبت کا خلاف جو قضیہ میں مذکور ہے ،ضروری نہیں

جیسے زید کاتب بالامکان العام بایں معنی کہ کتابت اس کے لیے محال نہیں یعنی کتابت کا سلب ضروری نہیں تو اس وقت قضیہ کا نام رکھا جاتا ہے ممکنہ بوجہ اس کے مشتمل ہونے کے امکان پر، اور وہ سلب ضرورت کے لیے آتا ہے، اور (نام رکھا جاتا ہے) عامہ بوجہ اس کے ممکنہ خاصہ سے عام ہونے کے۔

﴿تشریح﴾ اذاحکم الخ :۔ یہاں سے ممکنہ عامہ کی تعریف کرتے ہیں، ممکنہ عامہ وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں اس بات کا حکم ہو کہ وہ نسبت جو قضیہ میں مذکور ہے اس کا خلاف ضروری نہیں جیسے زید کاتب بالامکان العام، اس کا مطلب ہے کتابت جو زید کے لیے ثابت ہے اس کا خلاف یعنی سلب کتابت ضروری نہیں، اس کو ممکنہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ امکان پر مشتمل ہوتا ہے، امکان کا معنی ہے سلب ضرورت۔ اور اس کا عامہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ممکنہ خاصہ سے عام ہوتا ہے۔

قوله فهذه بسائِطُ ای القضایَا الثمانیةُ المذکورةُ من جملةِ الموَجَّهَاتِ بسائِطُ اعلَمُ انَّ القضایَا الموجَّهَةَ اِمَّابسیطةٌ وهی مایکون حقیقتُها اِمَّا ایجابًا فقط اوسلبًا فقط کمامرَّ فی الموجهاتِ الثمانیةِ واِمَّا مرکبةٌ وهی التی تکون حقیقتُها مرکبةً من ایجابٍ وسلبٍ بشرطِ ان لایکونَ الجزءُ الثانِی فیها مذکورًا بعبارةٍ مستَقِلَّةٍ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول فہذہ بسائط، یعنی وہ آٹھ قضیے جو مذکور ہیں تمام موجہات سے وہ بسائط ہیں۔ جان تو کہ قضایا موجہہ یا تو بسیطہ ہونگے اور وہ وہ ہیں جن کی حقیقت فقط ایجاب ہو یا فقط سلب ہو جیسے کہ موجہات ثمانیہ میں گزرا۔ اور یا مرکبہ ہونگے اور وہ ہیں جن کی حقیقت مرکب ہوا ایجاب اور سلب سے اس شرط کے ساتھ کہ ان میں جزء ثانی مذکور نہ ہو مستقل عبارت کے ساتھ۔

﴿تشریح﴾ ای القضایا الخ :۔ یہاں سے متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ قضایا موجہہ کی دو قسمیں ہیں بسیطہ اور مرکبہ، بسیطہ وہ قضایا جن کی حقیقت فقط ایجاب یا فقط سلب ہو اور قضایا مرکبہ وہ قضایا جن کی حقیقت ایجاب اور سلب سے مرکب ہو، پیچھے جو آٹھ قضایا گزرے وہ سب بسائط ہیں۔

بشــرط الــخ :۔ یہاں سے قضیہ مرکبہ کی شرط ذکر کرتے ہیں کہ قضیہ مرکبہ کی شرط یہ ہے جزء ثانی اس میں مستقل عبارت کے ساتھ مذکور نہ ہو، اس لیے کہ اگر جزء ثانی مستقل عبارت کے ساتھ مذکور ہو تو وہ مرکبہ نہ ہوگا بلکہ دو قضیے بسیطہ بن جائیں گے۔

سواءٌ کانَ فی اللفظِ ترکیبٌ کقولِنا کلُّ انسان ضاحکٌ بالفعلِ لادائمًا فقولُنا لادائمًا اشارةٌ الی حکمٍ سلبیٍ ای لاشئیَ من الانسانِ بضاحکٍ بالفعلِ اولم یکُنْ فی اللفظِ ترکیبٌ کقولِنا کلُّ انسان کاتبٌ بالامکانِ الخاصِّ فانه فی المعنٰی قضیتانِ ممکنتانِ عامَّتَانِ ای کلُّ انسان کاتبٌ بالامکانِ العامِّ ولاشئَی

من الانسانِ بکاتبٍ بالامکانِ العامِّ

ترجمہ :۔ برابر ہے خواہ لفظ میں ترکیب ہو جیسے ہمارا قول کل انسان ضاحک بالفعل لا دائما پس ہمارا قول لا دائما اشارہ ہے حکم سلبی کی طرف یعنی لاشئی من الانسان بضاحک بالفعل یا لفظ میں ترکیب نہ ہو جیسے ہمارا قول کل انسان کاتب بالامکان الخاص اس لیے کہ یہ معنی میں دو قضیے ممکنہ عامہ ہیں یعنی کل انسان کاتب بالامکان العام ولاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام۔

﴿تشریح﴾ سواء الخ :۔ یہاں سے قضیہ مرکبہ کی ترکیب کی دو صورتیں ذکر کرتے ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ ترکیب لفظوں میں موجود ہو جیسے کل انسان ضاحک بالفعل لا دائما، تو اس میں کل انسان ضاحک بالفعل پہلا جزء ہے جو کہ ایجابی ہے، اور لا دائما سے جزء ثانی حکم سلبی کی طرف اشارہ ہے یعنی لاشئی من الانسان بضاحک بالفعل، دوسری صورت یہ ہے کہ ترکیب لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ معنی میں موجود ہو جیسے کل انسان کاتب بالامکان الخاص، اب یہاں ترکیب لفظوں میں موجود نہیں لیکن معنی کے لحاظ سے یہ دو ممکنہ عامہ قضیے ہیں۔ یعنی کل انسان کاتب بالامکان العام اور لاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام۔

والعِبرَۃُ فی الایجابِ والسلبِ حینئذ بالجزءِ الاولِ الذی ھو اصلُ القضیۃِ واعْلَمْ انَّ القضیۃَ المرکبۃَ انماتحصُلُ بتقییدِ قضیۃٍ بسیطۃٍ بقیدِ مثلِ اللادوامِ واللاضرورۃِ

ترجمہ :۔ اور اعتبار ایجاب اور سلب میں اس وقت جزء اول کا ہوگا جو کہ اصل قضیہ ہے، اور جان تو کہ قضیہ مرکبہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ حاصل ہوتا ہے قضیہ بسیطہ کو لا دوام اور لاضرورۃ کی مثل کے ساتھ مقید کرنے کے ساتھ۔

﴿تشریح﴾ والعبرۃ الخ :۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ جب قضیہ مرکبہ ایجاب اور سلب سے مرکب ہوتا ہے تو اس کو موجبہ کہیں گے یا سالبہ؟ اس کا جواب دیا کہ اس میں اعتبار جزء اول کا ہوگا جو کہ اصل قضیہ ہے، اگر جزء اول موجبہ ہے تو قضیہ موجبہ ہوگا اور اگر جزء اول سالبہ ہے تو قضیہ سالبہ ہوگا۔

واعلم الخ :۔ یہاں سے قضیہ مرکبہ کی حاصل ہونے کی صورت ذکر کرتے ہیں کہ قضیہ مرکبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب قضیہ بسیطہ کو لاضرورۃ اور لا دوام وغیرہ کے ساتھ مقید کر دیا جائے۔

متن : **وقد تُقَیَّدُ العامتانِ والوقتیتانِ المطلقتانِ باللادوامِ الذاتیِّ فتسمّٰی المشروطۃَ الخاصۃَ والعرفیۃَ الخاصۃَ والوقتیۃَ والمنتشرۃَ**

اور کبھی مقید کر دیا جاتا ہے دونوں عامہ اور دونوں وقتیہ کو جو مطلقہ ہیں، لا دوام ذاتی کے ساتھ پس نام رکھا جاتا ہے مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ اور وقتیہ اور منتشرہ

قولہ وقد تقید العامتانِ ای المشروطۃُ العامۃُ والعرفیۃُ العامۃُ قولہ والوقتیتانِ ای الوقتیۃُ المطلقۃُ

والمنتشرةُ المطلقةُ قولُه باللادوامِ الذاتيِّ ومعنَى اللادوامِ الذاتيِّ هو انَّ هذِه النسبةَ المذكورةَ فى القضيةِ ليست دائمةً مادَامَ ذاتُ الموضوعِ موجودةً فيكونُ نقيضُها واقعًا البتةَ فى زمانٍ من الازمنةِ فيكونُ اشارةً الى قضيةٍ مطلقةٍ عامةٍ مخالفةٍ للاصلِ فى الكيفِ وموافَقَةٍ فى الكمِّ فافْهَمْ

ترجمہ :۔مصنف کا قول وقد تقید، یعنی مشروطہ عامہ اورعرفیہ عامہ، اور مصنف کا قول والوقتیتان یعنی وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ، مصنف کا قول باللا دوام الذاتی ، لا دوام ذاتی کا معنی یہ ہے کہ یہ نسبت جو قضیہ میں مذکور ہے دائمی نہیں جب تک ذات موضوع موجود ہو پس اس کی نقیض واقع ہوگی ہر حال میں کسی بھی ایک زمانے میں پس یہ اشارہ ہے ایسے قضیہ مطلقہ عامہ کی طرف جو اصل کے مخالف ہو کیف میں اور موافق ہو کم میں، پس سمجھ جا۔

﴿تشریح﴾ مصنف کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ کبھی مطلقہ مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کر دیا جاتا ہے۔

ای المشروطة :. یہاں سے عامتان کا مصداق بیان کیا کہ اس سے مراد مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ ہیں

ای الوقتیة الخ :۔ یہ وقتیتان کا مصداق بیان کیا، اس سے مراد وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ ہیں۔

معنی اللادوام الخ :۔ یہاں سے لا دوام ذاتی کا معنی بیان کرتے ہیں کہ لا دوام ذاتی کا مطلب ہے وہ نسبت جو قضیہ میں مذکور ہے وہ دائمی نہیں جب تک ذات موضوع موجود ہے، لہذا اس نسبت کی نقیض کسی ایک زمانے میں ضرور پائی جائے گی ، پس لا دوام ذاتی سے اشارہ ہوگا مطلقہ عامہ کی طرف، جو اصل قضیہ کے کیف میں مخالف ہو اور کم میں موافق ہو۔ کیف میں مخالف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ موجبہ ہو تو یہ سالبہ ہو اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہو تو یہ موجبہ ہو۔ اور کم میں موافق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ کلیہ ہو تو یہ بھی کلیہ ہو اور اگر اصل قضیہ جزئیہ ہو تو یہ بھی جزئیہ ہو۔

قوله المشروطةُ الخاصةُ هى المشروطةُ العامةُ المقيدةُ باللادوامِ الذاتيِّ نحو كلُّ كاتبٍ متحركُ الاصابِعِ بالضرورةِ مادَامَ كاتبًا لادائمًا اى لاشئىَ من الكاتبِ بمتحركِ الاصابِعِ بالفعلِ قوله والعرفيةُ الخاصةُ هى العرفيةُ العامةُ المقيدةُ باللادوامِ الذاتيِّ كقولِنا بالدوامِ لاشئىَ من الكاتِبِ بساكنِ الاصابِعِ مادامَ كاتبًا لادائمًا اى كلُّ كاتبٍ ساكنُ الاصابِعِ بالفعلِ

ترجمہ :۔مصنف کا قول المشروطۃ الخاصہ، وہ مشروطہ عامہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی کے ساتھ جیسے کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما یعنی لاشئی من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل ،مصنف کا قول والعرفیۃ الخاصۃ وہ عرفیہ عامہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی کے ساتھ جیسے ہمارا قول بالدوام لاشئی من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل

﴿تشریح﴾ ھی المشروطة الخ :۔ یہاں سے مشروطہ خاصہ کی تعریف کرتے ہیں کہ مشروطہ خاصہ وہ مشروطہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لا دائما، اس میں لا دائما سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہے، یعنی لاشئی من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل۔

ھی العرفیة الخ :۔ یہاں سے عرفیہ خاصہ کی تعریف کرتے ہیں کہ عرفیہ خاصہ وہ قضیہ عرفیہ عامہ ہے جو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے لاشئی من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لا دائما، اس میں لا دائما سے قضیہ مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہے ،یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل۔

قولہ والوقتیةُ والمنتشرةُ لمَّاقُیِّدَتِ الوقتیةُ المطلقةُ والمنشترةُ المطلقةُ باللادوامِ الذاتیِّ حُذِفَ من اسمَیہما لفظُ الاطلاقِ فسُمِّیَتِ الاولٰی وقتیةً والثانیةُ منتشرةً فالوقتیةُ ھی الوقتیةُ المطلقةُ المقیدةُباللادوامِ الذاتیِّ نحوکلُّ قمرٍ منخسِفٌ بالضرورةِ وقتَ الحیلولةِ لادائمًا ای لاشئیَ من القمَرِ بمنخَسِفٍ بالفعلِ والمنتشرةُ ھی المنشترةُ المطلقةُ المقیدَةُ باللادوامِ الذاتیِّ نحوُکلُّ لاشئیَ من الانسانِ بمتَنَفِّسٍ بالضرورةِ وقتًامَّالادائمًا ای کلُّ انسان منتفسٌ بالفعلِ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول والوقتیۃ والمنتشر ۃ ، جب مقید کر دیا جائے وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ تو حذف کر دیا جاتا ہے ان کے ناموں سے لفظ اطلاق کو پس پہلے کا نام رکھا جاتا ہے وقتیہ اور دوسرے کا منتشرہ پس وقتیہ وہ وقتیہ مطلقہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی کے ساتھ جیسے ہر چاند گرہن والا ہوتا ہے ضروری طور پر حائل ہونے کے وقت لا دائما یعنی کوئی چاند گرہن والا نہیں بالفعل ۔اور منتشرہ وہ منتشرہ مطلقہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی کے ساتھ جیسے کوئی انسان سانس لینے والا نہیں ضروری طور پر کسی ایک وقت میں لا دائما یعنی ہر انسان سانس لینے والا ہے بالفعل۔

﴿تشریح﴾ لماقید ت الخ :. یہاں سے ایک فائدہ بیان کرتے ہیں کہ وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کو جب لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کر دیا جائے تو ان دونوں کے ناموں سے مطلقہ کے لفظ کو حذف کر دیتے ہیں اور ان کا نام صرف وقتیہ اور منتشرہ رکھتے ہیں۔

فالوقتیة الخ :۔ یہاں سے وقتیہ کی تعریف کرتے ہیں کہ وقتیہ وہ قضیہ وقتیہ مطلقہ ہے جو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت الحیلولۃ لا دائما، لا دائما سے اشارہ ہے مطلقہ عامہ کی طرف ،یعنی لاشئی من القمر بمنخسف بالفعل،

والمنتشرة الخ :۔ یہاں سے منتشرہ کی تعریف کرتے ہیں کہ منتشرہ وہ منتشرہ مطلقہ ہے جو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے لاشئی من الانسان بمتنفس بالضرورۃ وقتا ما لا دائما ، لا دائما سے اشارہ ہے مطلقہ عامہ کی طرف، یعنی کل انسان متنفس

بالفعل۔

متن: وقد تُقَيَّدُ المطلقةُ العامةُ باللاضرورةِ الذاتيةِ فتُسمّٰى الوجوديةَ اللاضروريةَ اوباللادوامِ الذاتيّ فتسمّٰى الوجوديةَ اللادائمةَ

اور کبھی مطلقہ عامہ کو لاضرورۃ ذاتیہ کے ساتھ مقید کیاجاتا ہے پس اس کا نام رکھاجاتا ہے وجودیہ لاضروریہ، یامقید کیاجاتا ہے لادوام ذاتی کےساتھ پس اس کا نام رکھاجاتا ہے وجودیہ لادائمہ

قوله باللاضروريةِ الذاتيةِ معنَى اللاضرورةِ الذاتيةِ انَّ هذِه النسبةَ المذكورةَ فى القضيةِ ليستْ ضروريةً مادَامَ ذاتُ الموضوعِ موجودةً فيكونُ هذا حُكْمًا بِامكانِ نقيضِها لانَّ الامكانَ هو سلبُ الضرورةِ عن الطرفِ المُقَابِلِ كمامرَّ فيكونُ مفادُ اللاضروريةِ الذاتيةِ ممكنةً عامةً مخالفةً للاصلِ فى الكيفِ .

ترجمہ :۔مصنف کاقول باللاضرورۃ ،لاضرورۃ ذاتیہ کامعنی یہ ہے کہ یہ نسبت جوقضیہ میں مذکور ہے ضروری نہیں جب تک ذات موضوع موجود ہے پس یہ حکم ہوگا اس کی نقیض کے امکان کا اس لیے کہ امکان وہ ضرورت کا سلب ہے جانب مخالف سے جیسے کہ گزرا پس لاضرورۃ ذاتیہ کا حاصل ممکنہ عامہ ہوگا جواصل قضیہ کے کیف میں مخالف ہو۔

﴿تشریح﴾ معنی الخ :۔یہاں سے لاضرورۃ ذاتیہ کامعنی بیان کرتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے وہ نسبت جوقضیہ میں مذکور ہے،ضروری نہیں جب تک ذات موضوع موجود ہو۔لہذا الاضرورۃ ذاتیہ سے اشارہ ہوگا کہ اس نسبت کی نقیض ممکن ہے کیونکہ امکان کامعنی ہے کہ جانب مخالف ضروری نہیں،اگراس نسبت کی نقیض ممکن نہ ہوتو لازم آئیگا کہ یہ نسبت جوقضیہ میں مذکور ہے،وہ ضروری ہےاور یہ خلاف مفروض ہے

فیکون الخ :۔یہ ماقبل کانتیجہ ہے کہ لاضرورۃ ذاتیہ سے جس قضیہ کی طرف اشارہ ہوگا وہ ایسا ممکنہ عامہ ہے جواصل قضیہ کے کیف میں مخالف ہو،یعنی اگراصل قضیہ موجبہ ہوتو یہ سالبہ ہوگا اوراگراصل سالبہ ہوتو یہ موجبہ ہوگا۔

قوله الوجودية اللاضرورية لانَّ معنَى المطلقةِ العامةِ هوفعليةُ النسبةِ ووجودُها فى وقتٍ من الاوقاتِ ولاشتمالها على اللاضرورةِ فالوجوديةُ اللاضروريةُ هى المطلقةُ العامةُ المقيدةُ باللاضرورةِ الذاتيةِ نحو كلُّ انسانٍ متنفسٌ بالفعلِ لابالضرورةِ اى لاشئَ من الانسانِ بمتنفسٍ بالامكانِ العامِ فهى مركبةٌ من المطلقةِ العامةِ والممكنةِ العامةِ احديهما موجبةٌ والاُخرٰى سالبةٌ

ترجمہ :۔مصنف کاقول الوجودیۃ اللاضروریۃ اس لیے کہ مطلقہ عامہ کامعنی وہ نسبت کی فعلیت یا اس کاوجود ہے کسی بھی وقت میں اور بوجہ اس کے مشتمل ہونے کے لاضرورۃ پر،پس وجودیہ لاضروریۃ وہ مطلقہ عامہ ہے جومقید ہولاضرورۃ ذاتیہ کے ساتھ جیسے

ہرانسان سانس لینے والا ہے بالفعل لا بالضرورۃ یعنی کوئی انسان سانس لینے والا نہیں امکان عام کے ساتھ، پس یہ قضیہ مرکب ہوگا مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے ان میں ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوگا۔

﴿تشریح﴾ **لان معنی الخ** :۔اس عبارت میں شارح وجودیہ لاضروریہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں، وجودیہ لاضروریہ وہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے جو لاضرورۃ ذاتیہ کے ساتھ مقید ہو پس وجودیہ لاضروریہ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے مرکب ہوگا جن میں سے ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوگا جیسے کل انسان متنفس بالفعل لا بالضرورۃ، لا بالضرورۃ سے اشارہ ہے ممکنہ عامہ کی طرف یعنی لاشئی من الانسان بمتنفس بالامکان العام، وجودیہ لاضروریہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں مطلقہ عامہ ہوتا ہے اور مطلقہ عامہ میں نسبت کا کسی ایک زمانے میں وجود ہوتا ہے اس لیے اس کو وجودیہ کہتے ہیں اور لاضروریہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ لاضرورۃ پر مشتمل ہوتا ہے۔

قوله باللادوام الذاتی انماقَيَّدَ اللادوامَ بالذاتيِّ لان تقييدَ العامتينِ باللادوامِ الوصفيِّ غيرُ صحيحٍ ضرورةَ تَنَافِي اللادوامِ بحسبِ الوصفِ مع الدوامِ بحسبِ الوصفِ نَعَمْ يمكِنُ تقييدُالوقتيتينِ المطلقتينِ باللادوامِ الوصفيِّ لكنَّ هذا التركيبَ غيرُ معتبرٍ عندَهم

ترجمہ :۔مصنف کا قول باللا دوام الذاتی نہیں ہے سوائے اس کے کہ مقید کیا لا دوام کو ذاتی کے ساتھ اس لیے کہ دونوں عامہ کو مقید کرنا لا دوام وصفی کے ساتھ صحیح نہیں بوجہ بدیہی ہونے لا دوام وصفی کے دوام وصفی کے منافی ہونے کے، جی ہاں ممکن ہے وقتیتین مطلقتین کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا لیکن یہ ترکیب ان مناطقہ کے ہاں معتبر نہیں۔

﴿تشریح﴾ **انما قید الخ** :. یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے لا دوام وصفی کے ساتھ کیوں مقید نہیں کیا جاتا؟ اس کا جواب دیا کہ عرفیہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ اس لیے مقید نہیں کیا جاتا کہ عرفیہ عامہ میں دوام وصفی ہوتا ہے اور دوام وصفی اور لا دوام وصفی میں منافات ہے، پس اگر عرفیہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کریں تو اجتماع متنافیین لازم آئیگا جو کہ جائز نہیں۔اور مشروطہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ اس لیے مقید نہیں کرتے کہ مشروطہ عامہ میں ضرورت وصفی ہوتی ہے اور ضرورت وصفی دوام وصفی کو شامل ہے کیونکہ ضرورت دوام سے خاص ہے پس مشروطہ عامہ میں بھی دوام وصفی ہوگا، اگر مشروطہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کردیں تو یہاں بھی اجتماع متنافیین لازم آئیگا۔اور وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کو اگرچہ لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا ممکن ہے لیکن یہ ترکیب مناطقہ کے ہاں معتبر نہیں، اور کسی قضیہ کے ذکر کرنے کے لیے صرف اتنا کافی نہیں کہ وہ صحیح ہو بلکہ اس کا معتبر اور مبحوث عنہ ہونا ضروری ہے جیسے زید قائم قضیہ صحیح ہے لیکن معتبر نہیں۔باقی رہی یہ بات کہ وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا ممکن کیسے ہے تو وہ اس

طرح کہ وقتیہ مطلقہ میں نسبت ضروری ہوتی ہے وقت معین میں، اور منتشرہ مطلقہ میں نسبت ضروری ہوتی ہے وقت غیر معین میں، اورنسبت ضروریہ فی وقت معین اورنسبت ضروریہ فی وقت من الاوقات لا دوام وصفی کے منافی نہیں۔

واعلَمْ انَّه کما یَصِحُّ تقییدُ هذه القضایا الاربَعِ باللادوامِ الذاتِی کذالِکَ یصِحُّ تقییدُها باللاضرورةِ الذاتیةِ وکذالک یَصِحُّ تقییدُها سوَی المشروطةِ العامةِ باللاضرورةِ الوصفیةِ فالاحتمالاتُ الحاصِلَةُ من ملاحظَةِ کلٍّ من تلکَ القضایاالاربعِ مع کلّ من تلکَ القیودِ الاربعةِ ستةَ عشرَ ثلاثةٌ منها غیرُ صحیحة واربعةٌ منها صحیحةٌ معتبرةٌ والتسعةُ الباقیةُ صحیحةٌ غیرُ معتبرةٍ

ترجمہ :. اور جان تو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جس طرح صحیح ہے ان چار قضایا کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا اسی طرح صحیح ہے ان کو لاضرورۃ ذاتی کے ساتھ مقید کرنا اور اسی طرح صحیح ہے ان کو مقید کرنا سوائے مشروطہ عامہ کے لاضرورۃ وصفی کے ساتھ مقید کرنا پس وہ احتمالات جو حاصل ہونے والے ہیں ان چاروں قضایا کے ملاحظہ سے ان چاروں قیود کے ساتھ وہ سولہ ہیں تین ان میں سے غیر صحیح ہیں اور چار ان میں سے صحیح معتبر ہیں اور باقی نو صحیح غیر معتبر ہیں۔

﴿تشریح﴾ واعلم الخ : یہاں سے ایک فائدہ بیان کرتے ہیں کہ ان چار قضایا عرفیہ عامہ، مشروطہ عامہ، وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کو جس طرح لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے اسی طرح ان چاروں کو لاضرورت ذاتی کے ساتھ مقید کرنا بھی صحیح ہے۔ اور اسی طرح مشروطہ عامہ کو چھوڑ کر باقی تین (عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ) کو لاضرورت وصفی کے ساتھ مقید کرنا بھی صحیح ہے

فالاحتمالات الخ :۔ یہ ماقبل کا خلاصہ ہے کہ یہاں چار قضایا مذکور ہوئے، عرفیہ عامہ، مشروطہ عامہ، وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ اور جہات بھی چار ذکر ہوئیں، لا دوام ذاتی، لا دوام وصفی، لاضرورت ذاتی اور لاضرورت وصفی۔ چار کو چار میں ضرب دینے سے کل سولہ احتمالات ہوئے، ان میں تین صحیح نہیں، چار احتمالات صحیح اور معتبر ہیں اور باقی نو احتمالات صحیح ہیں لیکن معتبر نہیں۔ وہ تین احتمال جو غیر صحیح ہیں، یہ ہیں۔(۱) عرفیہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا (۲) مشروطہ عامہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا (۳) مشروطہ عامہ کو لاضرورت وصفی کے ساتھ مقید کرنا۔ اور چار احتمالات جو صحیح ہیں، یہ ہیں۔(۱) عرفیہ عامہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا (۲) مشروطہ عامہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا (۳) وقتیہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا (۴) منتشرہ مطلقہ کو لا دوام ذاتی کے ساتھ مقید کرنا۔ اور نو احتمالات جو صحیح ہیں لیکن معتبر نہیں وہ یہ ہیں۔(۱) عرفیہ عامہ کو لاضرورت ذاتیہ کے ساتھ مقید کرنا (۲) مشروطہ عامہ کو لاضرورت ذاتیہ کے ساتھ مقید کرنا (۳) وقتیہ مطلقہ کو لاضرورت ذاتی کے ساتھ مقید کرنا (۴) وقتیہ منتشرہ کو لاضرورت ذاتیہ کے ساتھ مقید کرنا (۵) وقتیہ مطلقہ کو لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا (۶)

منتشرہ مطلقہ کولا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا (۷) وقتیہ مطلقہ کولاضرورت وصفی کے ساتھ مقید کرنا (۸) وقتیہ منتشرہ کولاضرورت وصفی کے ساتھ مقید کرنا (۹) عرفیہ عامہ کولاضرورت وصفی کے ساتھ مقید کرنا۔

واعلَمْ ایضاً انه کمایمکِنُ تقییدُ المطلقةِ العامةِ باللادوامِ واللاضرورةِ الذاتیین کذالک یمکِنُ تقییدُها باللادوامِ واللاضرورةِ الوصفیین وهذانِ ایضاً من الاحتمالاتِ الصحیحةِ الغیرِ المعتبرةِ کمایصِحُّ تقییدُ الممکنةِ العامةِ باللاضرورةِ الذاتیةِ یَصِحُّ تقییدُها باللاضرورةِ الوصفیةِ وکذالِکَ باللادوامِ الذاتیِّ والوصفیّ لکِنَّ هذه المحتملاتِ الثلاثةَ ایضا غیرُ معتبر عندهم وینبغِی انْ یُعْلَمَ انَّ الترکیبَ لاینحَصِرُ فیما اشَرْنَا الیه بل سیَجِئُ الاشارَةُ الی بعضٍ آخَرَ ویمکِنُ ترکیباتٌ کثیرةٌ اخریٰ لَمْ یتعَرَّضُوا لها لکِنَّ المتفَطِّنَ بعد التنبُّهِ بماذَکَرْناه یَتَمَکَّنُ من استخراجِ ایِّ قدرٍ شَاءَ

ترجمہ :۔اور نیز جان تو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہے مطلقہ عامہ کولا دوام ذاتی اور لاضرورۃ ذاتی کے ساتھ مقید کرنا اسی طرح ممکن ہے اس کو مقید کرنا لا دوام وصفی اور لاضرورت وصفی کے ساتھ اور یہ دونوں بھی ان احتمالات میں سے ہیں جو صحیح ہیں غیر معتبر ہیں جیسا کہ صحیح ہے ممکنہ عامہ کو مقید کرنا لاضرورت ذاتی کے ساتھ، صحیح ہے اس کو مقید کرنا لاضرورت وصفی کے ساتھ اور اسی طرح لا دوام ذاتی اور لا دوام وصفی کے ساتھ لیکن یہ احتمالات ثلاثہ بھی غیر معتبر ہیں ان کے نزدیک۔اور مناسب ہے کہ جانا جائے اس بات کو کہ یہ ترکیب منحصر نہیں ان صورتوں میں جو ہم نے ذکر کیں بلکہ عنقریب دوسرے بعض کی طرف اشارہ آئیگا، اور دوسری بہت سی ترکیبات بھی ممکن ہیں جن کو مناطقہ نے نہیں چھیڑا لیکن سمجھدار آدمی ہماری مذکورہ صورتوں کو سمجھ لینے کے بعد قادر ہو جائیگا دیگر صورتیں نکالنے پر جس قدر چاہے۔

﴿تشریح﴾ واعلم الخ :۔یہاں سے ایک فائدہ ذکر کرتے ہیں کہ جس طرح مطلقہ عامہ لا دوام ذاتی اور لاضرورت ذاتی کے ساتھ مقید کرنا جائز ہے اسی طرح مطلقہ عامہ کو لا دوام وصفی اور لاضرورت وصفی کے ساتھ مقید کرنا بھی صحیح ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ پہلی دو احتمال صحیح اور معتبر ہیں جبکہ آخری دو احتمال صحیح غیر معتبر ہیں۔

کمایصح الخ :۔یہ بھی ایک فائدہ کا بیان ہے، کہ جس طرح ممکنہ عامہ کو لاضرورت ذاتی کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے اسی طرح ممکنہ عامہ کو لاضرورت وصفی، لا دوام ذاتی اور لا دوام وصفی کے ساتھ مقید کرنا بھی صحیح ہے۔لیکن یہ آخری تین احتمال صحیح غیر معتبر ہیں جبکہ پہلا احتمال کہ ممکنہ عامہ کو لاضرورت ذاتی کے ساتھ مقید کیا جائے، صحیح اور معتبر ہے۔

پہلے سولہ احتمال ذکر ہوئے، اس کے بعد واعلم سے چار اور احتمال ذکر ہوئے، پھر کمایصح سے چار اور احتمال سامنے آئے تو یہ کل چوبیس احتمال ہوئے۔

وینبغی الخ :۔ یہاں سے ایک فائدہ ذکر کرتے ہیں کہ قضایا مرکبہ کی ترکیب ان چوبیس میں منحصر نہیں، بلکہ دوسرے بعض قضایا بھی ہیں جن کی طرف آگے اشارہ آئیگا، اس کے علاوہ اور بھی کئی ترکیبات ممکن ہیں جن کو مناطقہ نے بیان نہیں کیا۔ لیکن شارح کہتے ہیں کہ جس قدر ترکیبات ہم نے بیان کردی ہیں، سمجھدار آدمی اس سے جس قدر چاہے دوسری صورتیں نکال سکتا ہے۔

قولہ الوجودیةُ اللادائمةُ هی المطلقةُ العامةُ المقیدةُ باللادوامِ الذاتیّ نحوُ لاشئیَ من الانسانِ بمتنفِّسٍ بالفعلِ لادائمًا ای کلُّ انسان متنفسٌ بالفعلِ فهی مرکبةٌ من مطلقتَینِ عامتینِ احدٰیهما موجبةٌ والاخریٰ سالبةٌ

ترجمہ :. مصنف کا قول الوجودیۃ اللادائمۃ، وہ وہ مطلقہ عامہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی کے ساتھ جیسے کوئی انسان سانس لینے والا نہیں بالفعل دائما یعنی ہر انسان سانس لینے والا ہے بالفعل۔ پس وجودیہ لاضروریہ وہ مرکب ہوگا دو مطلقہ عامہ سے جن میں سے ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوگا۔

﴾تشریح﴿ **هی المطلقة الخ** :۔ یہاں سے وجودیہ لادائمہ کی تعریف کرتے ہیں کہ وجودیہ لادائمہ وہ مطلقہ عامہ ہے جو لادوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو، پس وجودیہ لادائمہ مرکب ہوگا دو مطلقہ عامہ سے، جن میں ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوگا۔ اس کی مثال جیسے لاشئی من الانسان بمتنفس بالفعل لادائما، اس میں لادائما سے اشارہ ہے مطلقہ عامہ کیطرف، یعنی کل انسان متنفس بالفعل۔

> **متن** : وقد تُقَیَّدُ الممکنةُ العامةُ باللاضرورةِ من الجانِبِ الموافِقِ ایضًا فتسمّٰی الممکنةَ الخاصَّةَ
> اور کبھی مقید کیا جاتا ہے ممکنہ عامہ کو جانب موافق سے ضرورت کے سلب کے ساتھ بھی پس قضیہ کا نام رکھا جاتا ہے ممکنہ خاصہ

قولہ ایضًا کما انَّه حُکِمَ فی الممکنةِ العامةِ باللاضرورةِ من الجانِبِ المخالِفِ فقد یُحْکَمُ بلاضرورةِ الجانِبِ الموافِقِ ایضًا فتَصِیرُ القضیةُ مرکبةً من ممکنتینِ عامتینِ ضرورةَ انَّ سلبَ ضرورةِ الجانِبِ المخالِفِ هو امکانُ الطرفِ الموافِقِ وسلبَ ضرورةِ الطرفِ الموافِقِ هو امکانُ الطرفِ المقابِلِ فیکونُ الحکمُ فی القضیةِ بِامکانِ الطرفِ الموافِقِ وامکانِ الطرفِ المقابِلِ نحوُ کلُّ انسان کاتبٌ بالامکانِ الخاصّ فانَّ معنَاه کلُّ انسان کاتبٌ بالامکانِ العامِ ولاشئیَ من الانسانِ بکاتبٍ بالامکانِ العامّ .

ترجمہ :. مصنف کا قول ایضا، جس طرح حکم لگایا جاتا ہے ممکنہ عامہ میں جانب مخالف سے ضرروت کے سلب کا پس کبھی حکم

لگایا جاتا ہے جانب موافق سے ضرورت کے سلب کا بھی پس قضیہ مرکب ہو جائیگا دو ممکنہ عامہ سے بوجہ بدیہی ہونے اس بات کے کہ جانب مخالف سے ضرورت کا سلب وہ جانب موافق کا امکان ہے، اور جانب موافق سے ضرورت کا سلب وہ جانب مخالف کا امکان ہے پس قضیہ میں حکم ہوگا جانب موافق اور جانب مخالف کے امکان کا، جیسے کل انسان کاتب بالامکان الخاص، اس لیے کہ اس کا معنی ہے کل انسان کاتب بالامکان العام اور لاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام۔

﴿تشریح﴾ کماانه حکم الخ :۔اس عبارت میں شارح ممکنہ خاصہ کو بیان کرتے ہیں جس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح ممکنہ عامہ میں یہ حکم ہوتا ہے کہ جانب مخالف ضروری نہیں، اس طرح کبھی کبھی یہ حکم بھی لگا دیا جاتا ہے کہ جانب موافق ضروری نہیں ۔تو اس وقت قضیہ دو ممکنہ عامہ سے مرکب ہوگا، اس لیے کہ جب جانب مخالف سے ضرورت کا سلب ہو تو اس کا مطلب ہے جانب موافق ممکن ہے، اور جب جانب موافق سے ضرورت کا سلب ہو تو اس کا مطلب ہے جانب مخالف ممکن ہے لہذا قضیہ میں اس بات کا حکم ہوگا کہ جانب موافق اور جانب مخالف دونوں ممکن ہیں تو اس وقت قضیہ دو ممکنہ عامہ سے مرکب ہوگا، اور یہی ممکنہ خاصہ ہے۔تو ممکنہ خاصہ کی تعریف یہ ہوئی کہ جو دو ممکنہ عامہ سے مرکب ہو، جیسے کل انسان کاتب بالامکان الخاص، اب یہ دو ممکنہ عامہ ہیں یعنی کل انسان کاتب بالامکان العام اور لاشئی من الکاتب بالامکان العام۔

متن : وهـذِه مـركبـاتٌ لانَّ الـلادوامَ اشارةٌ الى مطلقةٍ عامةٍ واللاضرورةَ الى ممكنةٍ عامةٍ مخالفَتِي الكيفيةِ وموافَقتَي الكميةِ لِمَاقُيِّدَ بهما

اور یہ مرکبات ہیں اس لیے کہ لادوام اشارہ ہے مطلقہ عامہ کی طرف اور لاضرورت اشارہ ممکنہ عامہ کی طرف جو کیفیت کے لحاظ سے مخالف اور کمیت کے لحاظ سے موافق ہوں اس قضیہ کے جو مقید کیا گیا ہو ان دونوں کے ساتھ

قـولـه وهـذه مـركبـاتٌ اى هـذِه الـقـضـاياالسبعُ المذكورةُ وهى المشروطةُ الخاصَّةُ والعرفيةُ الخاصَّةُ والوقتيةُ والمنتشرةُ والوجوديةُ اللاضروريةُ والوجوديةُ اللادائمةُ والممكنةُ الخاصَّةُ

ترجمه :۔مصنف کا قول وہذہ مرکبات، یعنی یہ سات قضایا جو مذکور ہیں اور وہ مشروطہ خاصہ، عرفیہ خاصیہ، وقتیہ، منتشرہ، وجودیہ لاضروریۃ، وجودیہ لادائمہ اور ممکنہ خاصہ ہیں۔

﴿تشریح﴾ اى هذه الخ :۔ یہ متن کی وضاحت ہے کہ یہ سات قضایا جو یہاں مذکور ہوئے، مرکبات کہلاتے ہیں۔

قوله مخالفَتَي الكيفيةِ اى فى الايجابِ والسلبِ وقد مرَّ بيانُ ذالک فى بيانِ معنَى اللادوامِ واللاضرورةِ وَاَمَّـا الـمـوافقةُ فى الكميةِ فى الكليةِ والجزئيةِ فَلِانَّ الموضوعَ فى القضيةِ المركبةِ واحدٌ قد حُكِمَ عليه بـحـكـمينِ مُختَلِفَينِ بالايجابِ والسلبِ فان كانَ فى الجزءِ الاوَّلِ على كلِّ افرادِه كان فى الجزءِ الثانِى

ایضاً علی کلّها وان کان علی بعضِ الافرادِ فی الاوَّلِ فکذَافِی الثانِی قوله لِمَاقُیِّدَ بِهما ای القضیةِ التِی قُیِّدَت بهما ای باللادوامِ واللاضرورةِ یعنِی اصلَ القضیةِ

ترجمہ :. مصنف کا قول مخالفتی الکیفیۃ یعنی ایجاب اورسلب میں، اور تحقیق اس کا بیان گزر چکا ہے لا دوام اور لاضرورت کے معنی کے بیان میں اور بہر حال موافقت کمیت میں یعنی کلیت اور جزئیت میں پس اس لیے ہے کہ قضیہ مرکبہ میں موضوع ایک ہوتا ہے جس پر حکم لگایا جاتا ہے دو حکموں کے ساتھ جو مختلف ہوتے ہیں ایجاب اور سلب کے ساتھ پس اگر حکم جزءاول میں تمام افراد پر ہو تو جزءثانی میں بھی تمام افراد پر ہوگا اور اگر حکم بعض افراد پر ہو اول میں تو اسی طرح ہوگا جزءثانی میں ۔مصنف کا قول لماقید بھما یعنی وہ قضیہ جس کو مقید کیا گیا ہو ان دونوں کے ساتھ یعنی لا دوام اور لاضرورت کے ساتھ یعنی اصل قضیہ۔

﴿تشریح﴾ مصنف کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یہ سات قضایا مرکبات اس لیے ہیں کہ ان تمام قضایا میں لا دوام اور لاضرورت ہوتے ہیں، لا دوام سے مطلقہ عامہ اور لاضرورت سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے، اور یہ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ اصل قضیہ کے کیفیت میں مخالف اور کمیت میں موافق ہوتے ہیں، چونکہ ان قضایا میں اصل قضیہ لا دوام یا لاضرورت کے ساتھ مقید ہوتا ہے اسی لیے ان تمام کو مرکبات کہتے ہیں۔

ای فی الایجاب الخ :۔ یہ مخالفتی الکیفیۃ کا معنی بیان کیا کہ اس کا مطلب ہے دونوں قضیے ایجاب اور سلب میں مخالف ہوں، شارح کہتے ہیں کہ اس کا بیان لا دوام اور لاضرورت کے معنی کے بیان میں گزر چکا ہے۔

واما الموافقة الخ :۔ یہاں سے اس بات کی دلیل بیان کرتے ہیں کہ ممکنہ عامہ اور مطلقہ عامہ کمیت یعنی کلیت اور جزئیت میں کیوں اصل قضیہ کے موافق ہوتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ قضیہ مرکبہ میں موضوع ایک ہوتا ہے جس پر دو مختلف حکم ایجاب وسلب کے لحاظ سے لگائے جاتے ہیں، پس اگر قضیہ کے جزءاول میں حکم تمام افراد پر ہو تو جزءثانی میں بھی حکم تمام افراد پر ہوگا اور اگر جزءاول میں حکم بعض افراد پر ہو تو جزءثانی میں بھی بعض افراد پر ہوگا۔

ای القضیة الخ :۔ متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ مصنف کے قول لماقید بھما میں ماموصولہ ہے اس سے مراد قضیہ ہے، اور بھما کی ضمیر کا مرجع لا دوام اور لاضرورت ہیں۔ معنی یہ ہے مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ کیفیت سے لحاظ سے مخالف اور کمیت کے لحاظ سے موافق ہوتے ہیں اس قضیہ کے جس قضیہ کو لا دوام اور لاضرورت کے ساتھ مقید کیا جائے، یعنی اصل قضیہ کے مخالف وموافق ہوتے ہیں۔

متن: فصلٌ الشرطيةُ متّصلةٌ انْ حُكِمَ فيها بثبوتِ نسبةٍ على تقديرِ اخرٰى اونفيِها لزوميةٌ ان كانَ ذالِکَ بعَلاقَةٍ والاافتقافيةٌ

یہ فصل ہے، قضیہ شرطیہ متصلہ ہوتا ہے اگر اس میں حکم ہوا ایک نسبت کے ثبوت کا دوسری نسبت کی تقدیر پر یا حکم ہوا اس کی نفی کا، وہ متصلہ لزومیہ ہوگا اگر اس میں یہ چیز علاقہ کی وجہ سے ہو ورنہ پس وہ اتفاقیہ ہوگا۔

قوله على تقديرِ اخرٰى سواءٌ كانَتِ النسبتَانِ ثبوتيتينِ اوسلبيتينِ اومختَلِفَينِ فقولُنا كلمالم يكُن زيدٌ حيوانًا لم يكُنْ انسانًا متصلةٌ موجبةٌ فالمتصلةُ الموجبةُ ماحُكِمَ فيها باتصالِ النسبتينِ والسالبةُ ما حُكِمَ فيها بسلبِ اتصالِهما نحو ليسَ البتةَ كلماكانَتِ الشمسُ طالعةً كانَ الليلُ موجودةً

ترجمہ:۔ مصنف کا قول علی تقدیر اخری، برابر ہے دونوں نسبتیں ثبوتی ہوں یا سلبی ہوں یا مختلف ہوں پس ہمارا قول کہ جب بھی زید حیوان نہ ہوگا تو وہ انسان نہ ہوگا متصلہ موجبہ ہے پس متصلہ موجبہ وہ ہے جس میں حکم ہو دونوں نسبتوں کے اتصال کا اور سالبہ وہ ہے جس میں حکم ہو ان دونوں کے سلب اتصال کا جیسے نہیں ہے یہ بات کہ جب کبھی سورج نکلے گا تو رات موجود ہوگی۔

﴿تشریح﴾ سواء الخ:۔ یہاں سے متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں متصلہ اور منفصلہ، متصلہ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں ایک نسبت کی تقدیر پر دوسری نسبت کے ثبوت یا نفی کا حکم ہو۔ پھر متصلہ کی دو قسمیں ہیں موجبہ اور سالبہ، موجبہ وہ متصلہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان اتصال کا حکم ہو یعنی ایک نسبت کی تقدیر پر دوسری نسبت کے ثبوت کا حکم ہو خواہ دونوں نسبتیں ثبوتی ہوں، دونوں سلبی ہوں یا ایک سلبی اور دوسری ثبوتی ہو۔ دونوں ثبوتی ہوں جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ دونوں سلبی ہوں جیسے اگر سورج نہیں نکلے گا تو دن موجود نہیں ہوگا، ایک ثبوتی اور دوسری سلبی ہو جیسے اگر سورج نکلے گا تو رات موجود نہ ہوگی۔ اور متصلہ سالبہ وہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان سلب اتصال کا حکم ہو یعنی ایک نسبت کی تقدیر پر دوسری نسبت کی نفی کا حکم ہو خواہ دونوں نسبتیں ثبوتی ہوں، سلبی ہوں یا ایک ثبوتی اور دوسری سلبی ہو۔ دونوں ثبوتی ہوں جیسے نہیں ہے یہ بات کہ اگر سورج نکلے گا تو رات موجود ہوگی، دونوں سلبی ہوں جیسے نہیں ہے یہ بات کہ اگر سورج نہیں نکلے گا تو رات موجود نہ ہوگی، ایک ثبوتی اور دوسری سلبی ہو جیسے نہیں ہے یہ بات کہ اگر سورج نکلے گا تو دن موجود نہ ہوگا۔

وكذالِکَ اللزوميةُ الموجِبَةُ ماحُكِمَ فيها بالاتصالِ بعَلاقَةٍ والسالبةُ ماحُكِمَ فيها بانَّه ليسَ هناکَ اتصالٌ بعَلاقَةٍ سواءٌ لم يكُنْ هناکَ اتصالٌ او كانَ لكن لابِعَلاقَةٍ واماالاتفاقيةُ فهى ماحُكِمَ فيها بمجرَّدِ الاتصالِ اونفيِه من غيرِ ان يكونَ ذالِکَ مستَنِدًا الى العَلاقَةِ نحو كلما كانَ الانسانُ ناطقًا فالحمارُ ناهِقٌ وليسَ كلَّما كانَ الانسانُ ناطِقًا كانَ الفرسُ ناهِقًا فتَدَبَّرْقولُه بِعَلاقَةٍ وهى امرٌ بسببِه يستَصْحِبُ المقدَّمُ التالِيَ

كعليةِ طلوعِ الشمسِ لِوجودِ النهارِ في قولِنا كلما كانَتِ الشمسُ طالعةً فالنهارُ موجودٌ

ترجمہ:. اوراسی طرح لزومیہ موجبہ وہ ہے جس میں حکم ہوا تصال کا علاقہ کی وجہ سے اور سالبہ وہ ہے جس میں اس بات کا حکم ہو کہ وہاں کوئی اتصال نہیں علاقہ کی وجہ سے، برابر ہے وہاں کوئی اتصال نہ ہو یا ہو لیکن بغیر علاقہ کے، اور بہر حال اتفاقیہ پس وہ ہے جس میں حکم ہو محض اتصال یا نفی اتصال کا بغیر اس بات کے کہ وہ منسوب ہو کسی علاقہ کی طرف جیسے جب بھی انسان ناطق ہوگا تو حمار ناہق (ہنہنانے والا) ہوگا اور نہیں ہے یہ بات کہ جب بھی انسان ناطق ہوگا تو گھوڑا ناہق ہوگا۔ پس غور کر لے۔ مصنف کا قول بعلاقۃ، اور علاقہ وہ امر ہے جس کی وجہ سے مقدم تالی کے مصاحب ہو جائے جیسے سورج کے طلوع ہونے کا وجود نہار کے لیے علت ہونا ہمارے اس قول میں کہ جب بھی سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا۔

﴿تشریح﴾ و كذالك الخ :۔ یہاں سے متصلہ کی لزوم اور عدم لزوم کے اعتبار سے تقسیم کرتے ہیں، کہ متصلہ کی اس اعتبار سے دو قسمیں ہیں لزومیہ اور اتفاقیہ، لزومیہ وہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان اتصال یا عدم اتصال کا حکم کسی علاقہ کی وجہ سے ہو، اور اتفاقیہ وہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان اتصال یا عدم اتصال بغیر کسی علاقہ کے ہو۔ پھر لزومیہ کی دو قسمیں ہیں موجبہ اور سالبہ۔ موجبہ وہ لزومیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتصال کسی علاقہ کی وجہ ہو جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ اور سالبہ وہ لزومیہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان عدم اتصال علاقہ کی وجہ سے ہو۔ پھر اس کے تحت دو صورتیں ہیں (۱) بالکل اتصال ہی نہ ہو جیسے نہیں ہے یہ بات کہ اگر سورج نکلے تو تو دن موجود نہیں ہوگا (۲) اتصال تو ہو لیکن کسی علاقہ کی وجہ سے نہ ہو جیسے نہیں ہے یہ بات کہ اگر انسان ناطق ہے تو حمار ناہق ہے۔ اسی طرح اتفاقیہ کی دو قسمیں ہیں موجبہ اور سالبہ، موجبہ وہ اتفاقیہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان اتصال بغیر علاقہ کے ہو جیسے اگر انسان ناطق ہے تو حمار ناہق ہے، اور سالبہ وہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان سلب اتصال ہو لیکن وہ کسی علاقہ کی طرف منسوب نہ ہو جیسے نہیں ہے یہ بات کہ اگر انسان ناطق ہے تو فرس ناہق ہے۔

وهی امر الخ :۔ یہاں سے علاقہ کا معنی بیان کرتے ہیں کہ علاقہ ایسے امر کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے مقدم تالی کے مصاحب و لازم ہو جائے۔ جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا، اس میں سورج کا طلوع ہونا دن کے موجود ہونے کی علت ہے، لہذا طلوع شمس علاقہ ہے۔

متن : ومنفصلةٌ انْ حُكِمَ فيها بتَنَافِي النسبتينِ اولاتَنَافيهِما صدقًا وكذبًامعًا وهي الحقيقيةُ اوصدقًا فقط فمانعةُ الجمعِ اوكذبًافقط فمانعةُ الخلوِ

اورمنفصلہ ہےاگرحکم لگایا گیا ہودونوں نسبتوں کے درمیان تنافی یاعدم تنافی کا صدق اورکذب دونوں کے لحاظ سےاوروہ حقیقیہ ہےیا فقط صدق کےلحاظ سےپس وہ مانعۃ الجمع ہے یافقط کذب کےلحاظ سےپس وہ مانعۃ الخلو ہے

قوله بتنافِي النسبتينِ سواءٌ كانَتِ النسبتانِ ثبوتيتينِ اوسلبيتينِ اومختلفتينِ فان كانَ الحكمُ فيها بتَنَافِيهِما فهي منفصلةٌ موجبةٌ وان كانَ بسلبِ تنافِيهِما فهي منفصلةٌ سالبةٌ

ترجمہ :۔مصنف کا قول بتنافی النسبتین ، برابر ہےدونوں نسبتیں ثبوتی ہوں، یاسلبی ہوں یامختلف ہوں، پس اگرحکم اس میں دونوں نسبتوں کی منافات کا ہوتو وہ منفصلہ موجبہ ہےاوراگران دونوں کی سلب منافات کا ہوتو وہ منفصلہ سالبہ ہے

﴿تشریح﴾ سواء الخ :۔یہاں سےمتن کی وضاحت کرتے ہیں کہ قضیہ منفصلہ وہ قضیہ ہےجس میں دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم ہو، پھرمنفصلہ کی دوقسمیں ہیں موجبہ اورسالبہ۔موجبہ وہ منفصلہ ہےجس میں دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یعنی جدائی کا حکم ہوخواہ دونوں نسبتیں ثبوتی ہوں، یاسلبی ہوں یاایک ثبوتی اورایک سلبی ہو۔دونوں ثبوتی ہوں جیسے یہ عدد جفت ہے یاطاق ہے، دونوں سلبی ہوں جیسے یہ شئی لاشجر ہے یالاحجر ہے، ایک ثبوتی اورایک سلبی ہوجیسے زید سمندرمیں ہے یاڈوبنے والانہیں۔سالبہ وہ منفصلہ ہےجس میں دونوں نسبتوں کے درمیان سلب منافات کا حکم ہوخواہ دونوں ثبوتی ہوں، دونوں سلبی ہوں یاایک ثبوتی ہواورایک سلبی ہو۔دونوں ثبوتی ہوں جیسےنہیں ہے یہ بات کہ یہ عدد جفت ہے یادوبرابر حصوں میں تقسیم ہونے والا ہے، دونوں سلبی ہوں جیسےنہیں ہے یہ بات کہ زید یالاانسان ہے یالاحیوان ہے، ایک ثبوتی ہواور ایک سلبی ہوجیسےنہیں ہے یہ بات کہ یہ عدد یالافرد ہے یادوبرابرحصوں میں تقسیم ہونے والا ہے

قولُه وهي الحقيقيةُ فالمنفصلةُ الحقيقيةُ ماحُكِمَ فيها بتنافِي النسبتينِ في الصدقِ والكذبِ نحوُ قولِنا اِمَّاان يكونَ هذا العددُ زوجاًواِمَّا ان يكونَ هذاالعددُ فرداً اوحُكِمَ فيها بِسلبِ تَنَافِي النسبتينِ في الصدقِ والكذبِ نحوُ قولِنا ليسَ البتةَ اِمَّا ان يكونَ هذا العد دُ زوجًااومنقَسِمًا بمتساويينِ والمنفصلةُ المانعةُ الجمعِ ماحُكِمَ فيها بتنَافِي النسبتينِ اولاتَنَافيهِما في الصدقِ فقط نحوُ هذا الشئُ اما انْ يكونَ شجراً وامَّا ان يكونَ حجراً والمنفصلةُ المانعةُ الخلوّ ماحُكِمَ فيها بتَنَافِي النسبتينِ اولاتَنَافِيهِما في الكذبِ فقط نحوُ اِمَّا ان يكونَ زيدٌ في البحرِ واِمَّا انْ لايَغْرِقَ

ترجمہ :مصنف کا قول وہی الحقیقیۃ ، پس منفصلہ حقیقیہ وہ ہےجس میں حکم لگایا گیا ہودونوں نسبتوں کے درمیان منافات کا

صدق اور کذب میں جیسے ہمارا قول یا یہ عدد جفت ہے یا یہ عدد طاق ہے، یا حکم لگایا گیا ہو اس میں دونوں نسبتوں کے درمیان سلب منافات کا صدق اور کذب میں جیسے ہمارا قول نہیں ہے یہ بات کہ یا تو یہ عدد جفت ہے یا دو برابر حصوں میں تقسیم ہونے والا ہے۔ اور منفصلہ مانعۃ الجمع وہ ہے جس میں حکم لگایا گیا ہو دو نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا فقط صدق میں جیسے یہ شئی یا شجر ہے یا حجر ہے اور منفصلہ مانعۃ الخلو وہ ہے جس میں حکم لگایا گیا ہو دو نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا فقط کذب میں جیسے یا زید دریا میں ہے اور یا یہ ہے کہ وہ ڈوبتا نہیں

﴿تشریح﴾ فالمنفصلة الخ :۔ یہاں سے قضیہ منفصلہ کی قسمیں بیان کرتے ہیں کہ اس کی تین قسمیں ہیں منفصلہ حقیقیہ، مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو۔ منفصلہ حقیقیہ کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یعنی جدائی کا حکم ہو صدق اور کذب دونوں میں، یعنی نہ دونوں جمع ہو سکتے ہوں اور نہ دونوں مرتفع ہو سکتے ہوں، جیسے یہ عدد جفت ہے یا طاق ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں نسبتوں کے درمیان سلب منافات کا حکم ہوں صدق اور کذب دونوں میں، یعنی دونوں جمع بھی ہو سکتے ہوں اور دونوں مرتفع بھی ہو سکتے ہوں جیسے نہیں ہے یہ بات کہ یہ عدد جفت ہے یا دو برابر حصوں میں تقسیم ہونے والا ہے، منفصلہ مانعۃ الجمع وہ قضیہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم فقط صدق میں ہو، منافات فی الصدق کا مطلب ہے کہ دونوں نسبتیں جمع تو نہ ہو سکیں ہاں دونوں مرتفع ہو سکیں جیسے یہ شئی شجر ہے یا حجر ہے۔ اور سلب منافات فی الصدق کا مطلب یہ ہے دونوں نسبتیں جمع ہو سکیں جیسے نہیں ہے یہ بات کہ یہ انسان حیوان ہے یا اسود ہے۔ قضیہ مانعۃ الخلو وہ منفصلہ ہے جس میں دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم فقط کذب میں ہو، کذب میں منافات کا مطلب ہے کہ دونوں نسبتیں مرتفع نہ ہو سکیں، ہاں دونوں جمع ہو سکیں جیسے زید یا سمندر میں ہے یا ڈوبنے والا نہیں، اور کذب میں سلب منافات کا مطلب یہ ہے کہ دونوں نسبتیں مرتفع ہو سکیں جیسے نہیں ہے یہ بات کہ یہ شئی شجر ہے یا حجر ہے۔

قوله او صدقًافقط ای لافی الکذبِ اومعَ قطعِ النظرِ عن الکذبِ حتّٰی جازَ ان یَجتَمِعَ النسبتانِ فی الکذبِ وان لایجتَمِعَا ویُقالُ لِلمعنَی الاوَّلِ مانعةُ الجمعِ بالمعنَی الاخصِّ والثانِی مانعةُ الجمعِ بالمعنَی الاعمِّ قوله او کذباً فقط ای لافی الصدقِ اومع قطعِ النظرِعنه والاولُ مانعةُ الخلوِّ بالمعنیَ الاخصِّ والثانِی بالمعنَی الاعمِّ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول او صدقا فقط، یعنی نہ کہ کذب میں یا قطع نظر کرتے ہوئے کذب سے، حتی کہ جائز ہو کہ جمع ہو جائیں دونوں نسبتیں کذب میں اور یہ کہ جمع نہ ہوں اور کہا جائیگا معنی اول کو مانعۃ الجمع بالمعنی الاخص اور معنی ثانی کو مانعۃ الجمع بالمعنی الاعم، مصنف کا قول او کذبا فقط یعنی نہ کہ صدق میں یا قطع نظر کرتے ہوئے اس سے اور اول مانعۃ الخلو بالمعنی الاخص ہے اور ثانی مانعۃ

الخلو بالمعنی الاعم ہے

﴿تشریح﴾ **ای لافی الکذب الخ** :. مانعۃ الجمع کی تعریف میں صدقا فقط کے دو مطلب ہیں، شارح یہاں سے ان کی وضاحت کرتے ہیں پہلا مطلب یہ ہے کہ دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم فقط صدق میں ہو کذب میں نہ ہو، دوسرا مطلب یہ ہے کہ دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم صدق میں ہو قطع نظر کرتے ہوئے اس بات سے کہ کذب میں ہو یا نہ ہو تو اس دوسری صورت میں یہ بھی ممکن ہے دونوں نسبتیں کذب میں جمع ہو جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ جمع نہ ہوں، پہلے مطلب کے اعتبار سے مانعۃ الجمع کا نام مانعۃ الجمع بالمعنی الاخص ہوگا اس لیے کہ اس وقت یہ صرف مانعۃ الجمع ہوگا، اور دوسرے معنی کے اعتبار سے یہ مانعۃ الجمع بالمعنی الاعم ہوگا اس لیے کہ اس وقت یہ منفصلہ حقیقہ کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔

ای لافی الصدق الخ :۔ مانعۃ الخلو کی تعریف میں کذبا فقط کے دو مطلب ہیں شارح یہاں سے ان کی وضاحت کرتے ہیں، پہلا مطلب یہ ہے کہ دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم صرف کذب میں ہو صدق میں نہ ہو، اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ دونوں نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات کا حکم کذب میں ہو قطع نظر کرتے ہوئے اس بات سے کہ صدق میں ہے یا نہیں، تو اس وقت یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں نسبتیں صدق میں جمع ہو جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ جمع نہ ہوں، پہلے مطلب کے اعتبار سے مانعۃ الخلو کا نام مانعۃ الخلو بالمعنی الاخص ہے کیونکہ اس وقت وہ صرف مانعۃ الخلو ہوگا، اور دوسرے معنی کے اعتبار سے وہ مانعۃ الخلو بالمعنی الاعم ہے اس لیے کہ اس وقت وہ مانعۃ الخلو منفصلہ حقیقیہ کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔

متن : **وكلٌّ منها عناديةٌ ان كانَ التَنَافِي لِذاتِي الجزئينِ والاّفاتفاقيةٌ**

اوران میں سے ہر ایک عنادیہ ہے اگر منافات دونوں جزؤوں کی ذات کی وجہ سے ہو ورنہ پس اتفاقیہ ہے۔

قوله لِذاتي الجزئينِ اى ان كانَ المنافاةُ بينَ الطرفينِ اى المقدمِ والتالِي منافاةً ناشيةً عن ذاتَيهما فى اى مادةٍ تحقَّقَا كالمنافاةِ بين الزوجيةِ والفرديةِ لامن خصوصِ المادةِ كالمنافاةِ بينَ السوادِ والكتابةِ فى انسان يكونُ اسودَ وغيرَ كاتِبٍ اويكونَ كاتبًا وغيرَ اسودَ فالمنافاةُ بينَ طرفَي هذه المنفصلةِ واقعةٌ لالِذاتَيهما بل بحسبِ خصوصِ المادةِ اذقد يَجتَمِعُ السوادُ والكتابةُ فى الصدقِ اوفى الكذبِ فى مادةٍ اخرٰى فهذه منفصلةٌ حقيقيةٌ اتفاقيةٌ وتلكَ منفصلةٌ عناديةٌ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول لذاتی الجزئین، یعنی اگر منافات طرفین یعنی مقدم اور تالی کے درمیان ایسی منافات ہو جو پیدا ہونے والی ہو ان دونوں کی ذات سے خواہ کسی بھی مادہ میں وہ پائے جائیں جیسے منافات جو جفت ہونے اور طاق ہونے کے درمیان ہے، نہ کہ خصوص مادہ کی وجہ سے جیسے وہ منافات جو سواد اور کتابت کے درمیان ہے کسی انسان میں جو ہوتا ہے اسود اور غیر کاتب یا

ہوتا ہے کاتب اور غیر اسود پس وہ منافات جو اس منفصلہ کے دونوں طرفوں کے درمیان میں ہے، واقع ہے نہ کہ ان کی ذات کی وجہ سے بلکہ خصوص مادہ کی وجہ سے ہے، اس لیے کہ کبھی جمع ہوجاتے ہیں سواد اور کتابت صدق میں یا کذب میں دوسرے مادہ کے اندر، پس یہ منفصلہ حقیقیہ اتفاقیہ ہے اور وہ منفصلہ حقیقیہ عنادیہ ہے۔

﴿تشریح﴾ ای ان کان الخ :۔ یہاں سے قضیہ منفصلہ کی مقدم اور تالی کے درمیان ذاتی منافات کے اعتبار سے تقسیم کرتے ہیں، اس اعتبار سے منفصلہ کی دو قسمیں ہیں عنادیہ اور اتفاقیہ، عنادیہ وہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان منافات ان کی ذات کی وجہ سے ہو جیسے یہ عدد جفت ہے یا طاق ہے۔ اور اتفاقیہ وہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان منافات ان کی ذات کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خصوصیت مادہ کی وجہ سے ہو یہ انسان کاتب ہے یا اسود ہے، اب کتابت اور سواد کے درمیان منافات ذاتی نہیں بلکہ خصوص مادہ کی وجہ سے ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے یہ دونوں ایک جگہ جمع ہوجائیں جیسے کوئی انسان کاتب بھی اور اسود بھی، اور ہوسکتا ہے یہ دونوں مرتفع ہوجائیں جیسے کوئی انسان نہ کاتب ہو اور نہ اسود ہو۔

متن: ثم الحكمُ فی الشرطيةِ ان كان علی جميعِ تقاديرِ المقدَّمِ فكليةٌ اوبعضِها مطلقاً فجزئيةٌ اومعيناً فشخصيةٌ والافمهملةٌ

پھر شرطیہ میں حکم اگر مقدم کی تمام تقادیر (احوال) پر ہوتو وہ کلیہ ہے یا اس کی بعض مطلق تقادیر پر ہوتو وہ جزئیہ ہے یا بعض معین تقادیر پر ہوتو شخصیہ ہے ورنہ پس مہملہ ہے

قوله ثم الحكم الخ ، ای كماان الحمليةَ تنقسِمُ الی محصورةٍ ومهملةٍ وشخصيةٍ وطبعيةٍ كذالك الشرطيةُ ايضا سواءٌ كانت متصلةً اومنفصلةً تنقسِمُ الی المحصورةِ الكليةِ والجزئيةِ والمهملةِ والشخصيةِ ولا يُعقَلُ الطبعيةُ ههناقولُه تقاديرِ المقدمِ كقولنا كلماكانت الشمسُ طالعةً فالنهارُ موجودٌ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول ثم الحکم، یعنی جس طرح حملیہ منقسم ہوتا ہے محصورہ، مہملہ، شخصیہ اور طبعیہ کی طرف اسی طرح شرطیہ بھی، خواہ وہ متصلہ ہو یا منفصلہ، تقسیم ہوتا ہے محصورہ کلیہ، محصورہ جزئیہ، مہملہ اور شخصیہ کی طرف، اور قضیہ طبعیہ یہاں متصور نہیں، مصنف کا قول تقادیر المقدم، جیسے ہمارا قول کہ جب بھی سورج نکلے گا دن موجود ہوگا۔

﴿تشریح﴾ كماان الخ :۔ متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ جس طرح قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں، محصورہ، مہملہ، شخصیہ اور طبعیہ، اسی طرح شرطیہ کی بھی تین قسمیں ہیں، محصورہ، شخصیہ اور مہملہ، شرطیہ میں قضیہ طبعیہ متصور نہیں، اس لیے کہ طبعیہ میں نفس طبیعت پر حکم ہوتا ہے اور شرطیہ میں طبعیت پر حکم نہیں لگایا جاتا۔ پھر شرطیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں، موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ۔ موجبہ کلیہ وہ محصورہ ہے جس میں حکم مقدم کی تمام تقادیر یعنی تمام احوال پر ایجابا ہو۔ جیسے جب سورج نکلے گا

دن موجود ہوگا اور موجبہ جزئیہ وہ محصورہ ہے جس میں حکم مقدم کی بعض مطلق تقادیر پر ایجابا ہو۔ جیسے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شئی جب حیوان ہوتو وہ انسان ہوتی ہے۔ سالبہ کلیہ وہ محصورہ ہے جس میں حکم مقدم کی تمام تقادیر پر سلبا ہو جیسے نہیں ہے یہ بات کہ اگر سورج نکلے گا تو رات موجود ہوگی، سالبہ جزئیہ وہ محصورہ ہے جس میں حکم مقدم کی بعض مطلق تقادیر پر سلبا ہو جیسے کبھی ایسا نہیں ہوتا شئی جب حیوان ہوتو وہ انسان ہو۔ قضیہ شخصیہ وہ محصورہ ہے جس میں حکم مقدم کی بعض معین تقادیر پر ہو جیسے اگر تو آج آئے گا تو میں تیرا اکرام کرونگا یہاں دیکھیں اکرام کا حکم بعض احوال یعنی صرف آج آنے کی صورت میں ہے۔ قضیہ مہملہ وہ شرطیہ ہے جس میں حکم مطلق ہو یعنی حکم نہ مقدم کی تمام تقادیر پر ہو اور نہ بعض پر جیسے جب شئی انسان ہوتو وہ حیوان ہوگی۔

قوله فكلية وسورُها في المتصلةِ الموجبةِ كلما ومهما ومتى ومافي معناها وفي المنفصلةِ دائماً وابداً ونحوُهما هذا في الموجبةِ وامَّا السالبةُ مطلقًا فسورُها ليس البتة قولُه اوبعضًا مطلقًا اى بعضاً غيرَ معين كقولِك قديكونُ اذا كان الشئُ حيوانًا كان انسانًا قوله فجزئيةٌ وسورُها في الموجبةِ متصلةً كانت اومنفصلةً قد يكون وفي السالبةِ كذالك قدلايكون قولُه فشخصيةٌ كقولك ان جئتَنِي اليوم فاكرمتُكَ قوله والا اى وان لم يكُنِ الحكمُ على جميعِ تقاديرِ المقدمِ ولاعلى بعضِها بان يُسكتَ عن بيانِ الكليةِ والبعضيةِ مطلقًا فمهملةٌ نحو اذا كان الشئُ انساناً كان حيوانًا

ترجمہ: مصنف کا قول فکلیۃ، اور کلیہ کا سور متصلہ موجبہ میں کلما، مہما، متی اور جو ان کے ہم معنی ہیں، ہیں۔ اور منفصلہ میں دائما، ابدا وغیرہ ہیں، یہ موجبہ میں ہیں اور بہرحال سالبہ میں مطلقا پس اس کا سور لیس البتۃ ہے، مصنف کا قول اوبعضا مطلقا یعنی بعض غیر معین جیسے تیرا قول قد یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسان مصنف کا قول فجزئیۃ اور جزئیہ کا سور موجبہ میں خواہ متصلہ ہو یا منفصلہ، قد یکون ہے اور سالبہ میں اسی طرح قد لا یکون ہے۔ مصنف کا قول فشخصیۃ جیسے تیرا قول اگر تو آج میرے پاس آئیگا تو میں تیرا اکرام کرونگا مصنف کا قول والا یعنی اگر حکم نہ ہو مقدم کی تمام تقادیر یا بعض تقادیر پر بایں طور کہ سکوت کیا جائے کلیت اور جزئیت کے بیان سے مطلقا تو وہ مہملہ ہے جیسے اذا کان الشئی انسانا کان حیوانا۔

﴿تشریح﴾ وسورها الخ :۔ قضیہ محصورہ کلیہ کا سور بیان کرتے ہیں کہ قضیہ محصورہ کلیہ متصلہ موجبہ کا سور کلما، مہما، متی اور ان کے ہم معنی الفاظ ہیں جیسے کلما کانت الشّمس طالعۃ کان النہار موجودا اور قضیہ محصورہ کلیہ موجبہ منفصلہ کا سور دائما اور ابدا اور ان جیسے الفاظ ہیں جیسے دائما ہذا العدد اما ان یکون زوجا او فردا۔ شارح کہتے ہیں کہ قضیہ محصورہ کلیہ سالبہ خواہ وہ متصلہ ہو یا منفصلہ اس کا سور لیس البتۃ ہے۔ جیسے لیس البتۃ کلما کانت الشّمس طالعۃ کان اللیل موجودا

فجزئیۃ الخ :۔ قضیہ محصورہ جزئیہ کا سور بیان کرتے ہیں کہ قضیہ محصورہ جزئیہ موجبہ خواہ متصلہ ہو یا منفصلہ اس کا سور

قد یکون ہے جیسے قد یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا اور قضیہ جزئیہ سالبہ خواہ متصلہ ہو یا منفصلہ اس کا سور قد لا یکون ہے جیسے قد لا یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا۔

متن: وطرفَاالشرطيةِ فى الاصلِ قضيتانِ حمليتانِ اومتصلتانِ اومنفصلتانِ اومختلفتانِ الاانَّهما خرجَتَا بزيادةِ الاتصالِ والانفصالِ عنِ التمامِ

اور قضیہ شرطیہ کی دونوں طرفیں اصل میں دو قضیے حملیہ ہیں یا دو متصلہ ہیں یا دو منفصلہ ہیں یا دونوں مختلف ہوتے ہیں مگر یہ کہ وہ دونوں نکل جاتے ہیں اتصال اور انفصال کی زیادتی سے تام ہونے سے

قوله فى الاصلِ اى قبلَ دخولِ اداةِ الاتصالِ والانفصالِ عليهما قوله حمليتانِ كقولنا ان كانتِ الشمسُ طالعةً فالنهارُ موجو دٌ فانَّ طرفيها وهما الشمسُ طالعةٌ والنهارُ موجودٌ قضيتانِ حمليتانِ قوله اومتصلتانِ كقولنا كلماان كانت الشمسُ طالعةٌ فالنهارُ موجودٌ فكلما لم يكُنِ النهارُ موجوداً لم يكُنِ الشمسُ طالعةً فان طرفَيها وهما قولنا ان كانتِ الشمسُ طالعةً فالنهارُ موجودٌوقولنا كلما لم يكُنِ النهارُ موجوداً لم يكنِ الشمسُ طالعةً قضيتانِ متصلتانِ قوله اومنفصلانِ كقولِنا كلما كان دائمًا اِمَّاان يكون العددُ زوجاً اوفرداً فدائماً اِمَّا ان يكون العددُ منقسماً بمتساويين اوغيرِ منقسم بهما قوله اومختلفتانِ بانْ يكونَ احدُ الطرفينِ حمليةً والاخَرُ متصلةً اواحدُهما حمليةً والاخَرُ منفصلةً اواحدُهما متصلةً والآخَرُ منفصلةً فالاقسامُ ستةٌ وعليك باستخراجِ ماتركنَاه مِنَ الامثلةِ

ترجمہ: ۔مصنف کا قول فی الاصل یعنی ان پر اداہ اتصال اور اداۃ انفصال کے داخل ہونے سے پہلے، مصنف کا قول حملیتان، جیسے ہمارا قول اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا، پس بے شک اس کی دونوں طرفیں جو کہ الشّمس طالعۃ، اور النہار موجود دو قضیہ حملیہ ہیں، مصنف کا قول اومتصلتان، جیسے کلماان کانت الشّمس طالعۃ فالنہار موجود فکلما لم یکن النہار موجودا لم یکن الشّمس طالعۃ، پس تحقیق اس کی دونوں طرفیں جو کہ ہمارا قول ان کانت الشّمس طالعۃ فالنہار موجود اور ہمارا قول کلما لم یکن النہار موجودا لم یکن الشّمس طالعۃ دو قضیہ متصلہ ہیں مصنف کا قول اومنفصلتان، جیسے ہمارا قول کلما کان دائما اما ان یکون العدد زوجا اوفردا فدائما اما ان یکون العدد منقسما بمتساویین اوغیر منقسم بمتساویین مصنف کا قول اومختلفتان، بایں طور کہ ایک طرف حملیہ ہو اور دوسری طرف متصلہ ہو یا ان میں سے ایک حملیہ ہو اور دوسری منفصلہ ہو یا ان میں سے ایک متصلہ ہو اور دوسری منفصلہ ہو، پس اقسام چھ ہیں، اور تم پر لازم ہے ان مثالوں کو نکالنا جن کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔

﴿تشریح﴾ **قوله فى الاصل الخ** :۔مصنف کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اداۃ اتصال اور اداۃ انفصال کے داخل ہونے سے

پہلے قضیہ شرطیہ یا تو دو قضیے حملیہ ہوتے ہیں یا دو قضیہ متصلہ ہوتے ہیں یا دو قضیے منفصلہ ہوتے ہیں یا مختلف ہوتے ہیں دونوں حملیہ ہوں جیسے ان کانت الشّمس طالعۃ فالنہار موجود، اب یہ اصل میں دو قضیہ حملیہ ہیں ایک الشّمس طالعۃ، دوسرا النہار موجود۔ دونوں قضیے متصلہ ہوں جیسے ان کانت الشّمس طالعۃ فالنہار موجود وکلما لم یکن النہار موجودا لم یکن الشّمس طالعۃ، اب اصل میں یہ دونوں قضیے متصلہ ہیں۔ایک ان کانت الشّمس طالعۃ فالنہار موجود ہے، اور دوسرا کلما لم یکن النہار موجودا لم یکن الشّمس طالعۃ ہے۔دونوں منفصلہ ہوں جیسے کلما کان دائما اما ان یکون العدد زوجا اوفردا فدائما اما ان یکون العدد منقسما بمتساویین اوغیر منقسم بمتساویین، اب یہ اصل میں دو منفصلہ ہیں، ایک اما ان یکون العدد زوجا اوفردا ہے اور دوسرا اما ان یکون العدد منقسما بمتساویین اور غیر منقسم بمتساویین ہے۔

او مختلفتان الخ :۔دونوں قضیے مختلف ہوں اس کی تین صورتیں ہیں، (۱) ایک حملیہ ہو دوسرا متصلہ ہو (۲) ایک حملیہ ہو دوسرا منفصلہ ہو (۳) ایک متصلہ ہو دوسرا منفصلہ ہو۔ایک حملیہ اور دوسرا متصلہ جیسے ان کان طلوع الشّمس علۃ لوجود النہار فان کانت الشّمس طالعۃ فالنہار موجود۔اس میں طلوع الشّمس علۃ لوجود النہار حملیہ ہے، اور ان کانت الشّمس طالعۃ فالنہار موجود متصلہ ہے۔ایک حملیہ دوسرا منفصلہ ہو جیسے ان کان ہذا عددا فالعدد اما ان یکون زوجا اوفردا۔اس میں ہذا عدد ایک حملیہ ہے اور العدد اما ان یکون زوجا اوفردا منفصلہ ہے۔ایک متصلہ اور ایک منفصلہ ہو اس کی مثال جیسے ان کانت الشّمس طالعۃ فالنہار موجود واما ان یکون الشّمس طالعۃ واما ان یکون النہار لیس بموجود

قولہ عن التمامِ ای عن ان یصِحَّ السکوتُ علیھما ویحتَمِلُ الصدقَ والکذبَ مثلاقولُنا الشمسُ طالعۃٌ مرکبٌ تامٌ خبریٌ محتمِلٌ لِلصدقِ والکذبِ ولانعنِی بالقضیۃِ الا ھذِہ فاذا ادَخَلْتُ علیہ اداۃُ الاتصالِ مثلا وقُلتَ ان کانت الشمسُ طالعۃً لم یصِحَّ حینئذ ان یُسکتَ علیہ ولم یحتَمِلِ الصدقَ والکذبَ بل احتَجتَ الی ان تَضُمَّ الیہ قولَک فالنہارُ موجودٌ

ترجمہ :۔مصنف کا قول عن التمام یعنی (نکل جاتے ہیں) اس بات سے کہ ان پر سکوت صحیح ہو اور وہ صدق اور کذب کا احتمال رکھیں مثلا ہمارا قول الشّمس طالعۃ مرکب تام خبری ہے جو صدق اور کذب کا احتمال رکھتا ہے اور ہم مراد نہیں لیتے قضیہ سے مگر یہی، پس جب تم اس پر داخل کر دو اداۃ اتصال مثلا اور کہو ان کانت الشّمس طالعۃ، تو صحیح نہ ہوگا اس وقت کہ اس پر سکوت کیا جائے اور نہیں احتمال رکھے گا صدق اور کذب کا بل تمہیں ضرورت ہوگی اس بات کی کہ تم ملاؤ اس کی طرف اپنا یہ قول فالنہار موجود۔

﴿تشریح﴾ ای عن ان یصح الخ :۔متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ قضیہ شرطیہ کی دونوں طرفیں اداۃ اتصال اور اداۃ انفصال کے داخل ہونے سے مرکب تام نہیں رہتیں، یعنی ان پر سکوت صحیح نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ صدق اور کذب کا احتمال رکھتی ہیں

جیسے الشمس طالعۃ مرکب تام خبری ہے اور اس پر سکوت صحیح ہے اور یہ صدق اور کذب کا احتمال رکھتا ہے لیکن جب اس پر ادات اتصال داخل کر کے یوں کہیں ان کانت الشمس طالعۃ تو اس وقت اس پر سکوت صحیح نہ ہوگا اور نہ ہی یہ صدق اور کذب کا احتمال رکھے گا، بلکہ اس میں ضرورت ہوگی کہ اس کے ساتھ دوسرا جملہ یعنی النہار موجود ملایا جائے۔

متن: فصلٌ التناقضُ اختلافُ القضيتينِ بحيثُ يلزَمُ لِذاتِه من صدقِ كلٍّ كذبُ الاخرٰى او بالعكسِ

یہ فصل ہے، تناقض دو قضیوں کا اختلاف ہے اس طور پر لذاتہ لازم ہو ایک کے صادق ہونے سے دوسرے کا کاذب ہونا یا عکس کے ساتھ

قوله اختلافُ القضيتين قَيَّدَ بالقضيةِ دونَ الشيئينِ اِمَّا لانَّ التناقضَ لايكون بين المفرداتِ على ماقِيلَ واِمَّا لانَّ الكلامَ فى تناقضِ القضايا قوله بحيثُ يلزَمُ لِذاتِه خَرَجَ بهذا القيدِ الاختلافُ الواقعُ بين الموجبةِ والسالبةِ الجزئيتينِ فانهما قد تصدُقَانِ معًا نحوُ بعضُ الحيوانِ انسانٌ وبعضُه ليسَ بانسان فلَمْ يتَحَقَّقِ التناقضُ بينَ الجزئيتينِ

ترجمہ : مصنف کا قول اختلاف القضیتین ،مقید کیا قضیہ کے ساتھ نہ کہ شیئین کے ساتھ یا تو اس لیے کہ تناقض نہیں ہوتا مفردات کے درمیان جیسا کہ بعض نے کہا اور یہ اس لیے کہ کلام قضایا کے تناقض میں ہے مصنف کا قول بحیث یلزم لذاتہ، نکل گیا اس قید سے وہ اختلاف جو واقع ہوتا ہے موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ کے درمیان اس لیے کہ وہ دونوں کبھی صادق آ جاتے ہیں اکٹھے جیسے بعض حیوان انسان ہیں اور بعض حیوان انسان نہیں پس تناقض متحقق نہیں ہوگا جزئیتین کے درمیان۔

﴿تشریح﴾ **قوله اختلاف الخ** :۔مصنف کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ تناقض کہتے ہیں دو قضیوں کے درمیان اس طرح اختلاف ہو کہ وہ اختلاف بالذات اس بات کا تقاضہ کرے کہ اگر پہلا قضیہ سچا ہو تو دوسرا جھوٹا ہو، اور اگر پہلے جھوٹا ہو تو دوسرا سچا ہو۔

قید الخ :۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ تناقض کی تعریف میں اختلاف القضیتین کہنا درست نہیں اس لیے کہ جس طرح تناقض دو قضیوں کے درمیان ہوتا ہے اسی طرح دو مفردوں کے درمیان بھی ہوتا ہے تو مصنف کو چاہیے تھا کہ وہ اختلاف الشیئین کہتے ؟اس کا دو جواب دیئے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ مصنف کا مذہب یہ ہے کہ تناقض صرف دو قضیوں کے درمیان ہوتا ہے مفردات کے درمیان نہیں ہوتا دوسرا جواب یہ ہے کہ ہماری بحث اس تناقض میں ہے جو دو قضیوں کے درمیان ہو اسی لیے اختلاف القضیتین کہا۔

خرج بھذ االخ :۔ یہاں سے تناقض کی تعریف میں لذاتہ کی قید کا فائدہ بیان کرتے ہیں کہ اس قید کو ذکر کیا تا کہ اس سے وہ اختلاف تناقض کی تعریف سے خارج ہو جائے جو موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ کے درمیان ہوتا ہے، اس لیے کہ تناقض کے لیےضروری ہے کہ اگر ایک قضیہ سچا ہوتو دوسرا جھوٹا ہو، جبکہ موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ کبھی دونوں سچے ہوتے ہیں جیسے بعض حیوان انسان ہیں اور بعض حیوان انسان نہیں

قولہ اوبالعکسِ ای ویلزَمُ من کذبِ کلٍّ من القضیتینِ صدقُ الاخرٰی خَرَجَ بھذاالقیدِ الاختلافُ الواقِعُ بین الموجبۃِ والسالبۃِ الکلیتینِ فانھما قد تکذِبَانِ معًانحو لاشئیَ من الحیوانِ بانسان وکلُّ حیوان انسانٌ فلایتحقَّقُ التناقضُ بین الکلیتنِ ایضًا فقد عُلِمَ انَّ القضیتینِ لوکانَتَا محصورینِ یجِبُ اختلافُھما فی الکمِّ کماسیُصَرِّحُ المصنِّفُ بہ ایضًا

ترجمہ :۔ مصنف کا قول او بالعکس، یعنی اور لازم ہو دونوں قضیوں میں سے ہر ایک کے کذب سے دوسرے کا سچا ہونا، نکل گیا اس قید سے وہ اختلاف جو موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ کے درمیان میں ہوتا ہے اس لیے یہ دونوں کبھی جھوٹے ہو جاتے ہیں جیسے کوئی حیوان انسان نہیں اور ہر حیوان انسان ہے پس تناقض متحقق نہ ہوگا دو کلیوں کے درمیان بھی، پس معلوم ہوا کہ دونوں قضیے اگر محصورہ ہوں تو واجب ہے ان کا کمیت میں اختلاف جیسا کہ عنقریب اس کو مصنف صراحۃً بیان بھی کریں گے۔

﴿تشریح﴾ ای ویلزم الخ :۔ یہاں سے او بالعکس کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ وہ اختلاف اس طور پر ہو اگر ان میں سے ایک قضیہ جھوٹا ہو تو دوسرا سچا ہو۔

خرج الخ :۔ یہ بالعکس کا فائدہ بیان کرتے ہیں کہ یہ قید احترازی ہے اس سے وہ اختلاف تناقض کی تعریف سے خارج ہو گیا جو موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ کے درمیان میں ہوتا ہے کیونکہ تناقض کے لیےضروری ہے کہ اگر ایک قضیہ جھوٹا ہو تو دوسرا سچا ہو جبکہ موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ کبھی دونوں جھوٹے ہو جاتے ہیں جیسے کوئی حیوان انسان نہیں اور ہر حیوان انسان ہے۔ یہ دونوں جھوٹے ہیں۔

فقدعلم الخ:۔ ماقبل پر تفریع ہے کہ چونکہ کبھی موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ دونوں سچے ہوتے ہیں اور کبھی موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ دونوں جھوٹے ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر دونوں قضیے محصورہ ہوں تو ان میں تناقض تب متحقق ہوگا جب وہ دونوں کلیت اور جزئیہ میں مختلف ہوں۔

متن : **ولابُدَّ من الاختلافِ فی الکمِّ والکیفِ والجھۃِ والاتحادِ فیما عَدَاھا**

اور ضروری ہے کم، کیف اور جہت میں اختلاف اور ان کے ماسوا میں اتحاد۔

قولہ ولابد من الاختلافِ ای یُشتَرَطُ فی التناقضِ ان یکونَ احدٰی القضیتینِ موجبةً والاخری سالبةً ضرورۃَ ان الموجبتینِ وکذا السالبتینِ قد تَجتَمِعَانِ فی الصدقِ والکذبِ معًا ثم ان کان القضیتانِ محصورتینِ یجِبُ اختلافُھما فی الکمِّ ایضا کمامرَّ

ترجمہ :۔مصنف کا قول ولابدالخ یعنی تناقض میں مشروط ہے یہ بات کہ دوقضیوں میں سے ایک موجبہ ہواور دوسرا سالبہ ہو بوجہ بدیہی ہونے اس بات کے کہ دونوں موجبہ،اوراسی طرح دونوں سالبہ کبھی جمع ہوجاتے ہیں صدق اور کذب دونوں میں، پھراگر دونوں قضیے محصورہ ہوں تو واجب ہے ان کا کمیت میں اختلاف بھی جیسا کہ گزرا۔

﴿تشریح﴾ ای یشترط الخ :۔یہاں سے متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ تناقض کے متحقق ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ ایک قضیہ موجبہ اوردوسرا سالبہ ہواس لیے کہ تناقض کے لیے ضروری ہے کہ اگر ایک سچا ہوتو دوسرا جھوٹا ہواور اگر دونوں موجبہ ہوں یا دونوں سالبہ ہوں تو وہ دونوں کبھی سچے ہوجاتے ہیں اور کبھی دونوں جھوٹے ہوجاتے ہیں۔دونوں موجبہ ہوں اور سچے ہوں جیسے ہرانسان حیوان ہے اور بعض انسان حیوان ہیں، دونوں سالبہ ہوں اور سچے ہوں جیسے کوئی انسان فرس نہیں اور بعض انسان فرس نہیں ،دونوں موجبہ ہوں اور جھوٹے ہوں جیسے ہرانسان فرس ہے اور اور بعض انسان فرس ہیں ،دونوں سالبہ ہوں اور جھوٹے ہوں جیسے کوئی انسان ناطق نہیں اور بعض انسان ناطق نہیں

ثم ان کان الخ :۔اگر دونوں قضیے محصورہ ہوں تو جس طرح یہ ضروری ہے کہ ایک موجبہ اوردوسرا سالبہ ہو، یہ بھی ضروری ہے کہ ایک کلیہ ہوتو دوسرا جزئیہ ہو،جیسا کہ ماقبل میں ابھی گزرا۔

ثم انْ کانا موجَّھَتَینِ یجبُ اختلافُھما فی الجھةِ ایضًا فانَّ الضروریتینِ قد تکذِبَان معا نحو لاشئَ من الانسانِ بکاتبٍ بالضرورۃِ وکل انسان کاتبٌ بالامکانِ العامِ والممکنتینِ قد تصدُقَان معًا کقولِنا کلُّ انسان کاتبٌ بالامکانِ العامِ ولاشئَ من الانسانِ بکاتبٍ بالامکانِ العامِ

ترجمہ :۔ پھراگروہ دونوں موجہہ ہوں تو واجب ہے ان کا جہت میں بھی اختلاف،اس لیے کہ دونوں ضروریہ کبھی اکٹھے جھوٹے ہوجاتے ہیں جیسے کوئی انسان کاتب نہیں بالضرورہ اور ہرانسان کاتب ہے امکان عام کے ساتھ،اوردونوں ممکنہ عامہ قضیے کبھی سچے ہوجاتے ہیں جیسے ہرانسان کاتب ہے امکان عام کے ساتھ اورکوئی انسان کاتب نہیں امکان عام کے ساتھ

﴿تشریح﴾ ثم الخ :۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر تناقض کے وقت دونوں قضیے موجھہ ہوں تو کم اور کیف کے اختلاف کے ساتھ ساتھ جہت میں اختلاف بھی ضروری ہے مثلاایک قضیے میں جہت ضرورۃ ہوتو دوسرے کی جہت امکان عام ہے۔جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ اور بعض الانسان لیس بحیوان بالامکان العام۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تناقض کے لیے ضروری ہے کہ اگر

ایک قضیہ جھوٹا ہوتو دوسرا سچا ہواور اگر دونوں قضیے ضروریہ ہوتو کبھی وہ دونوں جھوٹے ہوجاتے ہیں اسی طرح بسااوقات دوممکنہ عامہ قضیے سچے ہوجاتے ہیں، دونوں ضروریہ ہواورجھوٹے ہوں جیسے لاشئی من الانسان بکاتب بالضرورۃ اورکل انسان کاتب بالضرورۃ، دوممکنہ عامہ ہوں اور سچے ہوں جیسے کل انسان کاتب بالامکان العام اورلاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام۔

قولہ والاتحادُ فیما عَدَاها ای یُشتَرَطُ فی التناقضِ اتحادُ القضیتینِ فیما عَدَاالامورِ الثلاثۃِ المذکورۃِ اعنِی الکمَّ والکیفَ والجھۃَ وقد ضَبَطُوا ھذاالاتحادَفی ضمنِ الاتحادِ فی الامورِ الثمانیۃِ قال قائلُھم قطعۃٌ درتناقض ھشت وحدت شرط داں ، وحدت موضوع ومحمول ومکان ، وحدت شرط واضافت جزء وکل قوت وفعل است درآخر زمان

ترجمہ :۔مصنف کا قول والاتحادفیماعداہا،یعنی مشروط ہے تناقض میں دونوں قضیتوں کامتحد ہونا امورثلاثہ مذکورہ یعنی کم کیف اور جہت کے ماسوامیں اورمناطقہ نے ضبط کیا ہے اس اتحادکوآٹھ امور میں اتحاد کے ضمن میں،ان کے قائل نے کہا،قطعہ درتناقض الخ تناقض میں آٹھ وحدتوں کوشرط سمجھ،موضوع،محمول اورمکان کی وحدت،شرط اوراضافت اور جزءوکل کی وحدت،قوت وفعل کی وحدت اورآخرمیں زمانہ کی وحدت۔

﴿تشریح﴾ **ای یشترط الخ** :۔متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ تناقض میں ان تین امورکم،کیف اورجہت کے ماسوامیں باقی تمام امورمیں دونوں قضیوں کامتحد ہوناضروری ہےاوروہ امورآٹھ ہیں جوکہ اس شعردرتناقض ہشت الخ میں مذکورہیں۔جن کی تفصیل یہ ہے(۱)دونوں قضیوں کاموضوع ایک ہوجیسے زیدکھڑاہے زیدکھڑانہیں اس میں تناقض ہے،اورزیدکھڑاہے عمروکھڑا نہیں اس میں تناقض نہیں(۲)دونوں کامحمول ایک ہوجیسے زیدکھڑاہے زیدکھڑانہیں،اس میں تناقض ہےاورزیدکھڑاہے زیدبیٹھا نہیں اس میں تناقض نہیں۔(۳)دونوں کامکان ایک ہوجیسے زیدمسجدمیں ہے زیدمسجدمیں نہیں اس میں تناقض ہےاورزیدمسجد میں ہے زیدگھرمیں نہیں اس میں تناقض نہیں(۴)دونوں کی شرط ایک ہوجیسے زیدکی انگلیاں ہلتی ہیں اگروہ لکھتاہےاورزیدکی انگلیاں نہیں ہلتیں اگروہ لکھتاہے،اس میں تناقض ہے،اورزیدکی انگلیاں ہلتی ہیں اگروہ لکھتاہے زیدکی انگلیاں نہیں ہلتیں اگروہ نہیں لکھتااس میں تناقض نہیں(۵)اضافت ایک ہویعنی ایک قضیہ میں محمول کی جس چیزکی طرف نسبت ہے دوسرے قضیے میں بھی اسی چیزکی طرف نسبت ہوجیسے زیدعمروکاباپ ہے زیدعمروکاباپ نہیں اس میں تناقض ہےاورزیدعمروکاباپ ہے زیدبکرکاباپ نہیں اس میں تناقض نہیں(۶)جزءاورکل میں اتحادہویعنی ایک قضیے میں محمول موضوع کےکل کے لیے ثابت ہےتودوسرے قضیے میں محمول کل موضوع سے سلب کیاگیاہواوراگرایک قضیہ میں محمول جزءموضوع کے لیے ثابت ہے تودوسرے قضیے میں محمول موضوع کے جزء سے نفی کیاگیاہوجیسے حبشی کالاہے حبشی کالانہیں،اگرمرادیہ ہوکہ حبشی کاکل کالاہے حبشی کاکل کالانہیں، یاحبشی

کا جزء کالا ہے حبشی کا جزء کالانہیں تو اس میں تناقض ہے، اور اگر یہ مراد ہو کہ حبشی کا کل کالا ہے حبشی کا جزء کالانہیں تو اس میں تناقض نہیں (ے) قوت وفعل میں اتحاد ہو یعنی پہلے قضیہ میں اگر محمول موضوع کے لیے بالقوۃ ثابت ہو تو دوسرے قضیہ میں محمول موضوع سے بالقوۃ سلب کیا گیا ہو اور اگر پہلے قضیہ میں محمول موضوع کے لیے بالفعل ثابت ہو تو دوسرے قضیہ میں محمول موضوع سے بالفعل نفی کیا گیا ہو جیسے یہ شراب بالقوہ نشہ لانے والی ہے اور یہ شراب بالقوہ نشہ لانے والی نہیں اس میں تناقض ہے اور اگر کہیں یہ شراب بالقوۃ نشہ لانے والی ہے اور یہ شراب بالفعل نشہ لانے والی نہیں تو اس میں تناقض نہیں۔

متن : فالنقيضُ للضروريةِ الممكنةُ العامةُ ولِلدائمةِ المطلقةُ العامةُ ولِلمشروطةِ العامةِ الحينيةُ الممكنةُ ولِلعرفيةِ العامةِ الحينيةُ المطلقةُ

پس ضروریۃ مطلقۃ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے اور دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے اور مشروطہ عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ ہے اور عرفیہ عامہ کی نقیض حینیۃ مطلقہ ہے

قوله والنقيضُ لِلضروريةِ اعُلَمُ انَّ نقيضَ كلِّ شى رفعُه فنقيضُ القضيةِ التى حُكِمَ فيها بضرورية الايجابِ اوالسلبِ هو قضيةٌ حُكِمَ فيها بسلبِ تلك الضرورةِ وسلبُ كلِّ ضرورةٍ هو عينُ امكانِ الطرفِ المقابلِ فنقيضُ ضرورةِ الايجابِ امكانُ السلبِ ونقيضُ ضرورةِ السلبِ امكانُ الايجابِ

ترجمہ :۔مصنف کا قول والنقیض الخ، جان تو کہ ہر شئی کی نقیض اس کا رفع ہے پس اس قضیہ کی نقیض جس میں حکم لگایا گیا ہو ضرورۃ ایجاب یا ضرورۃ سلب کا وہ طرف مقابل کے امکان کا عین ہے پس ضرورت ایجاب کی نقیض سلب کا امکان ہے اور ضرورت سلب کی نقیض ایجاب کا امکان ہے۔

﴿تشریح﴾ اعلم الخ :۔یہاں سے متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے، اس لیے کہ ہر شئی کی نقیض اس شئی کا رفع ہوتا ہے، پس ضروریہ مطلقہ موجبہ کی نقیض ممکنہ عامہ سالبہ ہوگی، اور ضروریہ مطلقہ سالبہ کی نقیض ممکنہ عامہ موجبہ ہوگی۔ اس لیے کہ ضروریہ مطلقہ موجبہ میں ضرورت ایجاب کا حکم ہوتا ہے یعنی اس بات کا حکم ہوتا ہے کہ نسبت محمول الی الموضوع ضروری ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے لہذا اس کی نقیض وہ قضیہ ہوگا جس میں اس ضرورت ایجاب کا سلب ہو، اور ضرورت ایجاب کا سلب ہو اس کا مطلب ہے کہ جانب سلب ممکن ہے، اور جانب سلب ممکن ہے یہ مفہوم ہے ممکنہ عامہ سالبہ کا، لہذا ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ سالبہ ہوگی۔ اور ضروریہ مطلقہ سالبہ کی نقیض ممکنہ عامہ موجبہ اس لیے ہوگی کہ ضروریہ مطلقہ سالبہ میں ضرورت سلب کا حکم ہوتا ہے یعنی اس بات کا حکم ہوتا ہے کہ سلب نسبت محمول الی الموضوع ضروری ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے، لہذا اس کی نقیض وہ قضیہ ہوگا جس میں ضرورت سلب کے سلب کا حکم ہو اور ضرورت سلب کے سلب کا حکم ہو

اس کا مطلب ہے کہ جانب ایجاب ممکن ہے،اور جانب ایجاب ممکن ہے یہ مفہوم ہے ممکنہ عامہ موجبہ کا، پس معلوم ہوا کہ قضیہ ضروریہ مطلقہ سالبہ کی نقیض ممکنہ عامہ موجبہ ہوگی۔

ونقیضُ الدوامِ هو سلبُ الدوامِ وقد عَرَفْتَ انه يلْزَمُه فعليةُ الطرفِ المقابِلِ فرفعُ دوامِ الايجابِ يلزَمُه فعليةُ السلبِ ورفعُ دوامِ السلبِ يلزمُه فعليةُ الايجابِ

ترجمہ: اوردوام کی نقیض وہ سلب دوام ہے اور تم تحقیق جان چکے ہو کہ اس کو لازم ہے جانب مقابل کا بالفعل ہونا پس دوام ایجاب کے رفع کو لازم ہے سلب کا بالفعل ہونا اور دوام سلب کے رفع کو لازم ہے ایجاب کا بالفعل ہونا

﴿تشریح﴾ونقیض الخ : . یہاں سے دائمہ مطلقہ کی نقیض ذکر کرتے ہیں کہ دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے۔اس لیے کہ ہر شئی کی نقیض اس کا رفع ہے پس دائمہ مطلقہ موجبہ کی نقیض مطلقہ عامہ سالبہ ہوگی اور دائمہ مطلقہ سالبہ کی نقیض مطلقہ عامہ موجبہ ہوگی ۔ وہ اس طرح کہ دائمہ مطلقہ موجبہ میں دوام ایجاب ہوتا ہے یعنی اس بات کا حکم ہوتا ہے کہ نسبت محمول الی الموضوع دائمی ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے لہذا اس کی نقیض وہ قضیہ ہوگا جس میں دوام ایجاب کا سلب ہو اور دوام ایجاب کے سلب کا مطلب ہے جانب سلب بالفعل متحقق ہے،اور جانب سلب بالفعل متحقق ہے یہ مفہوم ہے مطلقہ عامہ سالبہ کا،لہذا دائمہ مطلقہ موجبہ کی نقیض مطلقہ عامہ سالبہ ہوگی،اور دائمہ مطلقہ سالبہ کی نقیض مطلقہ عامہ موجبہ اس لیے ہوگی کہ دائمہ مطلقہ سالبہ میں دوام سلب کا حکم ہوتا ہے یعنی اس بات کا حکم ہوتا ہے کہ سلب نسبت المحمول الی الموضوع دائمی ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے لہذا اس کی نقیض وہ قضیہ ہوگا جس میں دوام سلب کے سلب کا حکم ہو اور دوام سلب کے سلب کا حکم ہو اس کا مطلب ہے کہ جانب ایجاب بالفعل متحقق ہے اور یہ مفہوم ہے مطلقہ عامہ سالبہ کا،لہذا دائمہ مطلقہ سالبہ کی نقیض مطلقہ عامہ موجبہ ہوگی۔

فالممكنةُ العامةُ نقيضٌ صريحٌ لِلضروريةِ المطلقةِ والمطلقةُ العامةُ لازمةٌ لِنقيضِ الدائمةِ المطلقةِ ولمَّا لم يكُنْ لِنقيضِها وهو اللادوامُ مفهومٌ مَحَصَّلٌ معتبرٌ بين القضايا المتداوِلَةِ المتعارَفَةِ قالوا نقيضُ الدائمةِ هو المطلقةُ العامةُ

ترجمہ :. پس ممکنہ عامہ نقیض صریح ہے ضروریۃ مطلقہ کی اور مطلقہ عامہ لازم ہے دائمہ مطلقہ کی نقیض کو اور چونکہ اس کی نقیض کے لیے جو کہ لا دوام ہے،کوئی مفہوم نہیں تھا جو حاصل ہو معتبر ہو ان قضایا کے درمیان جو مستعمل متعارف ہیں تو مناطقہ نے کہا دائمہ کی نقیض وہ مطلقہ عامہ ہے۔

﴿تشریح﴾فالممکنة الخ : ۔یہاں سے ایک فائدہ ذکر کرتے ہیں کہ ممکنہ عامہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض صریح ہے جبکہ مطلقہ عامہ دائمہ مطلقہ کی نقیض صریح نہیں بلکہ یہ دائمہ مطلقہ کی نقیض کو لازم ہے۔ممکنہ عامہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض صریح تو اس طرح ہے کہ

ضروریہ مطلقہ میں ضرورۃ ایجاب یا ضرورۃ سلب کا حکم ہوتا ہے لہذا اس کی نقیض وہ قضیہ ہوگا جس میں ضرورۃ ایجاب یا ضرورۃ سلب کے سلب کا حکم ہو، اور ضرورۃ ایجاب یا ضرورت سلب کے سلب کا مطلب بعینہ یہی ہے کہ جانب مخالف ممکن ہے، اور یہ مفہوم ہے ممکنہ عامہ کا، پس معلوم ہوا کہ ممکنہ عامہ ضروریۃ مطلقہ کی نقیض صریح ہے۔ اور مطلقہ عامہ دائمہ مطلقہ کی نقیض صریح اس لیے نہیں کہ دائمہ مطلقہ میں دوام ایجاب یا دوام سلب کا حکم ہوتا ہے لہذا اس کی نقیض صریح وہ قضیہ ہوگا جس میں دوام ایجاب یا دوام سلب کے سلب کا حکم ہو اور دوام ایجاب یا دوام سلب کے سلب کا مطلب بعینہ یہ نہیں کہ جانب مخالف بالفعل متحقق ہے (جو کہ مفہوم ہے مطلقہ عامہ کا) بلکہ یہ اس کو (یعنی دوام ایجاب یا دوام سلب کے سلب کو) لازم ہے اس لیے کہا کہ مطلقہ عامہ دائمہ مطلقہ کی نقیض صریح نہیں بلکہ اس دائمہ مطلقہ کی نقیض کو لازم ہے۔

ولما لم یکن الخ :. یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ سوال کی تقریر یہ ہے کہ جب مطلقہ عامہ دائمہ مطلقہ کی نقیض صریح نہیں تو مصنف نے کیوں کہا کہ دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے؟ اس کا جواب دیا کہ دائمہ مطلقہ کی نقیض صریح (جو کہ لا دوام ہے) کے لیے کوئی ایسا قضیہ موجود نہیں ہے جو مستعمل و مشہور ہو ہاں ایسا قضیہ موجود ہے جو کہ اس نقیض کا لازم ہے اور وہ مطلقہ عامہ ہے، اسی لیے مجبوراً کہہ دیا کہ دائمہ مطلقہ کی نقیض مطلقہ عامہ ہے۔

ثم اعلَمْ انَّ نسبةَ الحينيةِ الممكنةِ الى المشروطةِ العامةِ كنسبةِ الممكنةِ العامةِ الى الضروريةِ فانَّ الحينيةَ الممكنةَ هي التي حُكِمَ فيها بسلبِ الضرورةِ الوصفيةِ اى الضرورةِ مادَامَ الوصفُ عن الجانبِ المخالِفِ فتكون نقيضاً صريحاً لِمَا حُكِمَ فيها بضرورةِ الجانبِ الموافِقِ بحسبِ الوصفِ فقولُنا بالضرورةِ كلُّ كاتبٍ متحركُ الاصابعِ مادام كاتباً نقيضُه ليس بعضُ الكاتِبِ بمتحركِ الاصابعِ حينَ هو كاتِبٌ بالامكانِ

ترجمہ : پھر جان تو کہ حینیہ ممکنہ کی مشروطہ عامہ کی نسبت مثل ممکنہ عامہ کی نسبت کے ہے ضروریہ مطلقہ کی طرف، اس لیے کہ حینیہ ممکنہ وہ قضیہ ہے جس میں حکم لگایا گیا ہو جانب مخالف سے ضرورۃ وصفیہ (یعنی ضرورۃ ہو جب تک وصف ہو) کے سلب کا پس یہ نقیض صریح ہوگا اس قضیہ کا جس میں حکم ہو جانب موافق کے ضرورۃ وصفی کا پس ہمارا قول بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا کی نقیض لیس بعض الکاتب بمتحرک الاصابع حین ہو کاتب بالامکان ہوگا۔

﴿تشریح﴾ ثم اعلم الخ :۔ یہاں سے مشروطہ عامہ کی نقیض ذکر کرتے ہیں کہ مشروطہ عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ ہے، اور حینیہ ممکنہ کی مشروطہ عامہ کی طرف وہ نسبت ہے جو ممکنہ عامہ کی ضروریہ مطلقہ کی طرف نسبت ہے، یعنی جس طرح ممکنہ عامہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض صریح ہے اسی طرح حینیہ ممکنہ مشروطہ عامہ کی نقیض صریح ہے وہ اس طرح کہ حینیہ ممکنہ وہ قضیہ ہے جس میں جانب مخالف

سے ضرورۃ وصفی کے سلب کا حکم ہو، ضرورۃ وصفی کا مطلب ہے نسبت محمول الی الموضوع ضروری ہے جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہے، اور مشروطہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں جانب موافق کی ضرورۃ وصفی کا حکم ہو، جب مشروطہ عامہ میں جانب موافق کی ضرورۃ وصفی کا حکم ہوتا ہے اور حینیہ ممکنہ میں جانب مخالف سے ضرورۃ وصفی کے سلب کا حکم ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حینیہ ممکنہ عامہ مشروطہ عامہ کی نقیض صریح ہے، مثلاً کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا یہ مشروطہ عامہ ہے اس کی نقیض لیس بعض الکاتب بمتحرک الاصابع حین ہو کاتب بالامکان ہوگا جو کہ حینیہ ممکنہ ہے۔

ونسبةُ الحينيةِ المطلقةِ وهى قضيةٌ حُكِمَ فيها بفعليةِ النسبةِ حينَ اتصافِ الموضوعِ بالوصفِ العنوانِى الى العرفيةِ العامةِ كنسبةِ المطلقةِ العامةِ الى الدائمةِ وذالِكَ لانَّ الحكمَ فى العرفيةِ العامةِ بدوامِ النسبةِ مادامَ ذاتُ الموضوعِ متّصَفَةً بالوصفِ العنوانِى فنقيضُها الصريحُ هو سلبُ ذالكَ الدوامِ ويلزَمُه وقوعُ الطرفِ المقابِلِ فى بعضِ اوقاتِ الوصفِ العنوانِى وهذا معنىَ الحينيةِ المطلقةِ المخالفةِ لِلعرفيةِ العامةِ فى الكيفِ فنقيضُ قولِنا بالدوامِ كلُّ كاتبٍ متحركُ الاصابعِ مادامَ كاتبًا قولنا ليسَ بعضُ الكاتِبِ بمتحركِ الاصابعِ حينَ هو كاتبٌ بالفعلِ

ترجمہ: اور حینیہ مطلقہ جو کہ ایسا قضیہ ہے جس میں حکم لگایا گیا ہو نسبت کے بالفعل متحقق ہونے کا ذات موضوع کے وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہونے کے وقت (حینیہ مطلقہ) کی نسبت عرفیہ عامہ کی طرف مطلقہ عامہ کی دائمہ کی طرف نسبت کی طرح ہے وہ اس لیے کہ عرفیہ عامہ میں حکم نسبت کے دوام کا ہوتا ہے جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو پس اس کی نقیض صریح وہ اس دوام کا سلب ہوگا اور اس کو لازم ہے جانب مخالف کا واقع ہونا وصف عنوانی کے بعض اوقات میں اور یہی معنی ہے حینیہ مطلقہ کا جو مطلقہ عامہ کے کیف میں مخالف ہے، پس ہمارے اس قول بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا کی نقیض ہمارا قول لیس بعض الکاتب بمتحرک الاصابع حین ہو کاتب بالفعل ہوگی۔

﴿تشریح﴾ ونسبة الخ :۔ یہاں عرفیہ عامہ کی نقیض ذکر کرتے ہیں کہ عرفیہ عامہ کی نقیض حینیہ مطلقہ ہے اور حینیہ مطلقہ کی عرفیہ عامہ کی طرف وہ نسبت ہے جو مطلقہ عامہ کی دائمہ مطلقہ کی طرف ہے یعنی جس طرح مطلقہ عامہ دائمہ مطلقہ کی نقیض صریح نہیں بلکہ اس کی نقیض کو لازم ہے اسی طرح حینیہ مطلقہ عرفیہ عامہ کی نقیض صریح نہیں بلکہ اس کی نقیض کو لازم ہے، وہ اس طرح کہ حینیہ مطلقہ وہ قضیہ ہے جس میں نسبت کے بالفعل متحقق ہونے کا حکم ہو جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو، اور عرفیہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں نسبت کے دوام کا حکم ہو جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو لہذا اس کی نقیض صریح وہ قضیہ ہوگا جس میں نسبت کے دوام کے سلب کا حکم ہوا اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ نسبت کی جانب مخالف وصف عنوانی

کے بعض اوقات میں واقع ہے، اور یہی مفہوم ہے حینیہ مطلقہ کا، پس معلوم ہوا کہ حینیہ مطلقہ عرفیہ عامہ کی نقیض صریح نہیں بلکہ اس کی نقیض کو لازم ہے جیسے کل کاتب متحرک الاصابع بالدوام مادام کاتبا یہ عرفیہ عامہ ہے اس کی نقیض یہ قضیہ ہوگا لیس بعض الکاتب بمتحرک الاصابع حین ہوکاتب بالفعل اور یہ حینیہ مطلقہ ہے۔

والمصنفُ لم يَتَعَرَّضْ لِبيانِ نقيضِ الوقتيةِ والمنتشرةِ المطلقتينِ من البسائِطِ اذ لايتَعَلَّقُ بذالكَ غرضٌ فيماسيَاتِي من مباحثِ العكوسِ والاقيِسَةِ بخلافِ باقِي البسائِطِ

ترجمہ: اور مصنف نے نہیں چھیڑا وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیض کے بیان کو بسائط میں سے اس لیے کہ اس کے ساتھ متعلق نہیں کوئی غرض عکوس اور قیاسوں کی مباحث میں جو عنقریب آئیں گی بخلاف باقی بسائط کے، پس غور کر لے۔

﴿تشریح﴾ **والمصنف الخ** :۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ بسائط آٹھ ہیں اس کی کیا وجہ کہ مصنف نے چھ کی نقیضوں کو بیان کیا اور وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیضوں کو ذکر نہیں کیا؟ اس کا جواب دیا کہ آگے عکوس اور قیاسوں کی مباحث آرہی ہیں جن میں بسائط کی نقیضوں کی ضرورت ہوگی، وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کی نقیضوں کے ساتھ ان مباحث کی کوئی غرض متعلق نہیں اس لیے ان کی نقیضوں کو ذکر نہیں کیا۔

> **متن**: **ولِلمركبَةِ المفهومُ المُرَدَّدُ بينَ نقيضَيِ الجزئين ولكن فى الجزئيةِ بالنسبة الى كلِّ فردٍ**
> اور قضیہ مرکبہ کی نقیض وہ مفہوم ہے جو تر دید والا ہو دونوں جزؤں کی دو نقیضوں کے درمیان اور لیکن قضیہ مرکبہ جزئیہ میں (تردید ہوگی) ہر فرد کے لحاظ سے

قوله ولِلمركبةِ قد عَلِمْتَ انَّ نقيضَ كلِّ شئی رفعُه فاعلمْ انَّ رفعَ المركبِ انمايكونُ برفعِ احدِ جزئيهِ لاعلَى التعيينِ بل على سبيلِ منعِ الخلُوِّ اذيجوزُ ان يكون برفعِ كِلاجزئيهِ فنقيضُ القضيةِ المركبةِ نقيضُ احدِ جزئيهِ على سبيلِ منعِ الخلُوِّ فنقيضُ قولِنا كلُّ كاتبٍ متحركُ الاصابعِ بالضرورةِ مادَامَ كاتبًا لادائماً اى لاشئیَ من الكاتِبِ بمتحركِ الاصابِعِ بالفعلِ قضيةٌ منفصلةٌ مانعةُ الخلوِ وهى قولُنا اِمَّا بعضُ الكاتبِ ليس بمتحركِ الاصابِعِ حينَ هو كاتبٌ واِمَّا بعضُ الكاتِبِ متحركُ الاصابِعِ دائمًا وانت بعدَ اطلاعِک على حقائِقِ المركباتِ ونقائِضِ البسائِطِ تتَمَكَّنُ من استخراجِ تفاصيلِ نقائِضِ المرَكَّباتِ

ترجمہ: ۔مصنف کا قول وللمرکبۃ، تم جان چکے ہو کہ ہر شئی کی نقیض اس کا رفع ہوتی ہے پس جان تو کہ مرکب کا رفع نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہوتا ہے اس کی دو جزؤں کے رفع کے ساتھ بغیر تعیین کے منع الخلو کے طریق پر اس لیے کہ جائز ہے کہ وہ ہو اس کے دونوں جزؤں کے رفع کے ساتھ پس قضیہ مرکبہ کی نقیض اس کے دو جزؤں میں سے کسی ایک کی نقیض ہوگی منع الخلو کے طریق

پر، پس ہمارے قول کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبالا دائما یعنی لاشئی من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل کی نقیض قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہوگا وہ اور ہمارا قول امابعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع حین ہوکاتب واما بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما ہے اور تو بعد تیرے اطلاع پانے کے مرکبات کے حقائق اور بسائط کی نقیضوں پر، قدرت رکھتا ہے مرکبات کی نقیضوں کی تفاصیل کو نکالنے پر۔

﴿تشریح﴾ **قدعلمت الخ** :۔ یہاں سے قضیہ مرکبہ کی نقیض کے بارے میں ضابطہ بیان کرتے ہیں، کہ ہرشی کی نقیض اس کا رفع ہوتی ہے لہذا قضیہ مرکبہ کی نقیض اس کا رفع ہوگا، اور قضیہ مرکبہ کا رفع یہ ہے کہ اس کی دو جزؤں میں سے کسی ایک کا رفع ہو لاعلی التعیین منع الخلو کے طریق پر، پس اس کے رفع کی دو صورتیں ہیں (۱) دونوں جزؤں کا رفع ہو (۲) کسی ایک جزء کا رفع ہو ،مثلا مشروطہ خاصہ ہے کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا لا دائما، اس کی پہلی جزء مشروطہ عامہ ہے یعنی کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا، اور دوسری جزء جس کی طرف لا دائما سے اشارہ ہے وہ مطلقہ عامہ ہے یعنی لاشئی من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل، مشروطہ عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ آتی ہے لہذا اس کی نقیض یہ ہوگی بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان حین ہوکاتب اور مطلقہ عامہ کی نقیض دائمہ مطلقہ آتی ہے جو کہ یہ ہے بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما، اب دونقیضوں کو ملائیں اور ان کے درمیان حرف تردید ذکر کریں یہ قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو حاصل ہوگا یعنی امابعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان حین ہو کاتب واما بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما، اور یہی قضیہ اوپر ذکر کردہ مشروطہ خاصہ کی نقیض ہے۔

وانت بعد الخ :۔ یہاں سے ایک فائدہ ذکر کرتے ہیں کہ جب آپ کو مرکبات کی حقیقت معلوم ہوگئی اور بسائط کی نقیضیں بھی معلوم ہوگئیں تو آپ مرکبات کی نقیضوں کو نکالنے پر قادر ہوگئے۔

قوله لكن فى الجزئيةِ بالنسبةِ الى كلِّ فردٍ يعنِى لايكفِى فى اخذِ نقيضِ المركبةِ الجزئيةِ الترديدُ بين نَقيضَىْ جزئيهَا وهما الكليانِ اذ قد يكْذِبُ المركبةُ الجزئيةُ كقولِنا بعضُ الحيوانِ انسانٌ بالفعلِ لادائمًا ويكذِبُ كِلانقيضَىْ جزئَيها ايضاً وهما قولنا لاشئَى من الحيوانِ بانسانٍ دائمًا وقولنا كلُّ حيوان انسانٌ دائماً وحينئذ فطريقُ اخذِ نقيضِ المركبةِ الجزئيةِ انْ يوضَعَ افرادُ الموضوعِ كلُّها ضرورةَ انَّ نقيضَ الجزئيةِ هى كليةٌ ثم تُرَدَّدُ بينَ نقيضَىِ الجزئينِ بالنسبةِ الى كلِّ واحدٍ من الافرادِ فيقالُ فى المثالِ المذكورِ كلُّ حيوانٍ اما انسانٌ دائمًا اوليس بانسانٍ دائمًا وحينئذ فيصدُقُ النقيضُ وهو قضيةٌ حمليةٌ مُرَدَّدَةُ المحمولِ فقولُه الى كلِّ فردٍ اى من افرادِ الموضوعِ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول لکن فی الخ، یعنی کافی نہیں ہے قضیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض لینے میں حرف تردید ذکر کرنا اس کے دونوں

جزؤں کی نقیضوں کے درمیان جو کہ دو کلیے ہیں اس لیے کہ کبھی مرکبہ جزئیہ جھوٹا ہوتا ہے جیسے ہمارا قول بعض الحیوان انسان بالفعل لا دائما اور جھوٹے ہوتے ہیں اس کی دونوں جزؤں کی نقیضیں بھی اور وہ ہمارا قول لاشئی من الحیوان بانسان دائما اور ہمارا قول کل حیوان انسان دائما ہیں۔اور اس وقت پس مرکبہ جزئیہ کی نقیض لینے کا طریقہ یہ ہے کہ رکھے جائیں موضوع کے تمام افراد بوجہ بدیہی ہونے کے اس بات کے کہ جزئیہ کی نقیض وہ کلیہ ہوتی ہے پھر حرف تردید ذکر کیا جائیگا دونوں جزؤں کے (دونوں محمولوں) کی نقیضوں کے درمیان ہر ہر فرد کے اعتبار سے پس کہا جائیگا مثال مذکور میں کل حیوان اما انسان دائما اولیس بانسان دائما اور اسوقت پس نقیض صادق ہوگی اور وہ وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا محمول تردید والا ہو،پس مصنف کا قول الی کل فرد یعنی الی کل فرد من افراد الموضوع۔

﴿تشریح﴾ یعنی الخ :۔ پیچھے قضیہ مرکبہ کلیہ کی نقیض نکالنے کا طریقہ بیان کیا یہاں قضیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض نکالنے کا طریقہ ذکر کرتے ہیں کہ قضیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض نکالنے کے لیے پچھلا طریقہ استعمال نہ ہوگا کہ اس کی دونوں جزؤں کی نقیضیں نکالیں پھر ان کے درمیاں حرف تردید ذکر کریں اور اسی طرح قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو حاصل کریں،اس لیے کہ اگر قضیہ مرکبہ جزئیہ میں یہ طریقہ کریں تو یہ غلط ہوگا کیونکہ کبھی قضیہ مرکبہ جزئیہ جھوٹا ہوتا ہے اور اگر اس کی دونوں جزؤں کی نقیضیں نکالیں جو کہ دو قضیہ کلیہ ہونگے ، وہ بھی جھوٹے ہوتے ہیں،مثلا قضیہ مرکبہ جزئیہ کی مثال بعض الحیوان انسان بالفعل لا دائما ، یہ اپنے دونوں جزؤں سمیت جھوٹا ہے، پہلا جزء بعض الحیوان انسان بالفعل بھی جھوٹا ہے کیونکہ بعض حیوان جو انسان ہیں وہ بالفعل نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہیں،اور اس کا دوسرا جزء جس کی طرف لا دائما سے اشارہ ہے یعنی بعض الحیوان لیس بانسان بالفعل یہ بھی جھوٹا ہے اس لیے کہ بعض حیوان جو انسان نہیں وہ بالفعل نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے انسان نہیں ہیں۔اب ان دونوں جزؤں کی اگر نقیض نکالیں جو کہ دو کلیہ ہونگے وہ بھی جھوٹے ہونگے ،پہلی جزء کی نقیض لاشئی من الحیوان بانسان دائما ہے جو کہ جھوٹی ہے اور دوسرے جزء کی نقیض کل حیوان انسان دائما ہے وہ بھی جھوٹی ہے۔حالانکہ تناقض کے لیے ضروری ہے کہ اگر ایک قضیہ سچا ہو تو دوسرا جھوٹا ہو۔جب مرکبہ جزئیہ کی نقیض کا یہ طریقہ درست نہیں تو اب یہ طریقہ اختیار کریں گے کہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض قضیہ کلیہ ذکر کریں گے کیونکہ جزئیہ کی نقیض کلیہ ہوتی ہے پھر اس جزئیہ کے دو محمولوں کی نقیضوں کے درمیان حرف تردید ذکر کریں گے جو کہ موضوع کے ہر ہر فرد کے لحاظ سے ہوگی ،مثلا مثال مذکور بعض الحیوان انسان بالفعل لا دائما کی نقیض کل حیوان اما انسان دائما اولیس بانسان دائما ہوگی ،اور یہ نقیض سچی ہے، پس معلوم ہوا کہ قضیہ مرکبہ جزئیہ کی نقیض وہ قضیہ کلیہ حملیہ ہوگا جس کا محمول تردید والا ہو اور یہ تردید موضوع کے ہر ہر فرد کے اعتبار سے ہو۔

متن : فصل العكسُ المستوى تبديلُ طرفَي القضيةِ مع بقاءِ الصدقِ والكيفِ والموجبةُ انما تنعَكِسُ جزئيةً لِجوازِ عمومِ المحمولِ والتالِي

یہ فصل ہے، عکس مستوی قضیہ کی دونوں طرفوں کو تبدیل کرنا ہے صدق اور کیف کی بقاء کے ساتھ اور موجبہ کا عکس نہیں ہے سوائے اس کے کہ جزئیہ آتا ہے بوجہ محمول اور تالی کے عموم کے ممکن ہونے کے۔

قوله طرفَي القضيةِ سواءٌ كان الطرفانِ هما الموضوعُ والمحمولُ اوالمقدَّمُ والتالِي واعلَمْ انَّ العكسَ كمايطلَقُ على المعنَى المصدرِيّ المذكورِ كذالِكَ يطلَقُ على القضيةِ الحاصِلَةِ من التبديلِ وذالِكَ الاطلاقُ مجازِيٌّ من قبيلِ اطلاقِ اللفظِ على الملفوظِ والخلقِ على المخلوقِ

ترجمہ : مصنف کا قول طرفی القضیۃ ، برابر ہے دونوں طرفیں خواہ وہ موضوع ومحمول ہوں یا مقدم وتالی۔اور جان تو کہ عکس کا اطلاق جس طرح معنی مصدری مذکور پر ہوتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق اس قضیہ پر ہوتا ہے جو تبدیلی سے حاصل ہو اور یہ اطلاق مجازی ہے لفظ کے ملفوظ پر اور خلق کے مخلوق پر اطلاق کی قبیل سے۔

﴿تشریح﴾ قوله طرفي القضية الخ :۔مصنف کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ عکس مستوی کی تعریف یہ ہے قضیہ کی دونوں طرفوں کو تبدیل کرنا اصل قضیہ کے صدق اور کیف کو باقی رکھتے ہوئے۔

سواء الخ :. یہ طرفی القضیہ (قضیہ کی دونوں طرفوں) میں تعمیم کا ذکر ہے کہ دوطرفوں می تعمیم ہے خواہ وہ محمول وموضوع ہوں یا مقدم وتالی،یعنی قضیہ حملیہ میں موضوع کو محمول کی جگہ اور محمول کو موضوع کی جگہ لے جانا اور قضیہ شرطیہ میں مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم کی جگہ لے جانا۔

واعلم الخ :۔یہاں سے ایک فائدہ ذکر کرتے ہیں کہ عکس کا اطلاق دومعنوں پر ہوتا ہے(۱)معنی مصدری یعنی تبدیلی،(۲)وہ قضیہ جو اس تبدیلی کی وجہ سے حاصل ہو،فرق یہ ہے کہ پہلے معنی کے اعتبار سے یہ اطلاق حقیقی ہے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے یہ اطلاق مجازی ہے اس لیے کہ وہ قضیہ جو تبدیلی سے حاصل ہو وہ اصل میں معکوس ہے لیکن اس پر عکس کا اطلاق مجازاً کیا جاتا ہے جیسے لفظ کا ملفوظ پر اور خلق کا مخلوق پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

قوله مع بقاءَ الصدقِ بمعنٰى انَّ الاصلَ لو فُرِضَ صدقُه لَزِمَ من صدقِه صدقُ العكسِ لانه يجِبُ صدقُهما فى الواقِع قولُه والكيفِ يعنِى ان كانَ الاصلُ موجبةً كانَ العكسُ موجبةً وان كان سالبةً كان سالبةً

ترجمہ :. مصنف کا قول مع بقاءالصدق بایں معنی کہ اصل اگر اس کے صدق کو فرض کر لیا جائے تو لازم ہو اس کے صدق سے عکس کا صادق ہونا نہ یہ کہ واجب ہو ان دونوں کا واقع میں صادق ہونا۔مصنف کا قول والکیف یعنی اگر اصل موجبہ ہو تو عکس

موجبہ ہوگا اور اگر اصل سالبہ ہوتو عکس سالبہ ہوگا۔

﴿تشریح﴾ بمعنی الخ :۔ یہاں سے ایک وہم کا ازالہ ہے، وہم یہ ہے کہ شاید مع بقاء الصدق کا مطلب یہ ہے کہ دونوں قضیے (یعنی اصل قضیہ اور عکس والا قضیہ) کا واقع نفس الامر میں سچا ہونا ضروری ہے، اس وہم کو دور کر دیا کہ یہ مطلب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ کے صدق کو فرض کر لیا جائے تو عکس بھی سچا ہو۔

والکیف الخ :۔ یہاں سے بقاء کیف کا مطلب ذکر کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ موجبہ ہوتو عکس بھی موجبہ ہوگا اور اصل قضیہ سالبہ ہوتو عکس بھی سالبہ ہوگا۔

قولہ انماتنعَکِسُ جزئیةً یعنِی الموجبةَ سواءٌ کانت کلیةً نحوُ کلُّ انسان حیوانٌ اوجزئیةً نحو بعضُ الانسان حیوانٌ انماتنعَکِسُ الی الموجبةِ الجزئیةِ لاالی الموجبةِ الکلیةِ اَمَّا صدقُ الموجبةِ الجزئیةِ فظاھرٌ ضرورةَ انہ اذا صَدَقَ المحمولُ علی ماصَدَقَ علیہ الموضوعُ کُلًّا اوبعضًا لصَدَقَ الموضوعُ والمحمولُ فی ھذا الفردِ فیصدُقُ المحمولُ علی افرادِ الموضوعِ فی الجملةِ

ترجمہ :۔ مصنف کا قول انما تنعکس جزئیۃ یعنی موجبہ خواہ کلیہ ہو جیسے ہر انسان حیوان ہے یا جزئیہ ہو جیسے بعض انسان حیوان ہیں نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے نہ کہ موجبہ کلیہ، بہرحال موجبہ جزئیہ کا صادق آنا پس ظاہر ہے بوجہ بدیہی ہونے اس بات کے کہ جب محمول صادق آئے ان افراد پر جس پر موضوع صادق ہے کلی طور پر یا بعضی طور پر تو صادق آئیں گے موضوع اور محمول اس فرد میں پس محمول صادق آئیگا موضوع کے افراد پر فی الجملہ۔

﴿تشریح﴾ یعنی الخ :۔ یہاں سے متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ قضیہ موجبہ خواہ وہ کلیہ ہو یا جزئیہ، اس کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے، موجبہ کلیہ ہو جیسے ہر انسان حیوان ہے، اس کا عکس ہوگا بعض حیوان انسان ہیں، موجبہ جزئیہ ہو جیسے بعض انسان حیوان ہیں اس کا عکس بھی بعض حیوان انسان ہیں آئیگا۔ موجبہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا، تو یہاں دو دعوے ہیں ایک یہ ہے کہ موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ موجبہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا،

اماصدق الخ :۔ یہاں سے پہلے دعوی کی دلیل ہے کہ عکس مستوی میں ضروری ہے کہ اگر ایک قضیہ سچا ہوتو دوسرا بھی سچا ہو، موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ، اگر یہ سچا ہوتو اس کا عکس موجبہ جزئیہ بھی سچا ہوگا۔ اصل قضیہ موجبہ جزئیہ ہوتو اس کا عکس موجبہ جزئیہ اس طرح سچا ہوگا کہ موجبہ جزئیہ میں محمول موضوع کے بعض افراد پر صادق آتا ہے، جب محمول موضوع کے بعض افراد پر صادق آتا ہے تو موضوع بھی محمول کے بعض افراد پر صادق آئیگا، اور موجبہ کلیہ اگر سچا ہوتو عکس موجبہ جزئیہ اس طرح سچا ہوگا کہ موجبہ کلیہ میں محمول موضوع کے تمام افراد پر صادق ہوتا ہے، جب محمول موضوع کے تمام افراد پر صادق ہوتو موضوع بھی محمول

کے بعض افراد پر صادق ہوگا۔

واَمَّا عدمُ صدقِ الکلیةِ فَلانَّ المحمولَ فی القضیةِ الموجبةِ قد یکون اعمَّ من الموضوعِ فلَوْ عُکِسَتِ القضیةُ صَارَ الموضوعُ اعمَّ ویستَحِیلُ صدقُ الاخَصِّ کلیًا علی الاعمِّ فالعکسُ اللازِمُ الصادِقُ فی جمیعِ الموادِّ ھوالموجبةُ الجزئیةُ ھذا ھو البیانُ فی الحملیاتِ وقِسْ علیه الحالَ فی الشرطیاتِ

ترجمہ:۔اور بہرحال کلیہ کا صادق نہ آنا پس اس لیے ہے کہ محمول قضیہ موجبہ میں کبھی موضوع سے اعم ہوتا ہے پس اگر قضیہ کا عکس لایا جائے تو موضوع اعم ہوجائیگا اور محال ہے اخص کا کلی طور پر اعم پر صادق آنا، پس وہ عکس جو لازم ہے صادق ہے تمام مواد میں وہ موجبہ جزئیہ ہے، یہ بیان ہے حملیات میں اور قیاس کرلے اس پر اس حال کو جو شرطیات میں ہے۔

تشریح **واما عدم الصدق الخ**:۔ یہاں سے دوسرے دعوی کی دلیل ذکر کرتے ہیں کہ موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس موجبہ کلیہ اس نہیں آتا اس لیے کہ قضیہ موجبہ میں کبھی محمول موضوع سے عام ہوتا ہے جیسے ہر انسان حیوان ہے، پس اگر اس کا عکس موجبہ کلیہ ذکر کریں یعنی ہر حیوان انسان ہے تو محمول موضوع سے خاص ہوجائیگا اور اخص کا اعم کے تمام افراد پر صادق آنا لازم آئیگا جو کہ محال ہے، پس معلوم ہوا کہ موجبہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا۔

وقس علیه الخ :۔اب تک قضیہ حملیہ کے عکس مستوی کا ذکر تھا، شارح کہتے ہیں کہ قضیہ شرطیہ کے عکس مستوی کو قضیہ حملیہ کے عکس مستوی پر قیاس کرلیا جائے، پس قضیہ شرطیہ موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس بھی شرطیہ موجبہ جزئیہ آئے گا، شرطیہ موجبہ کلیہ نہیں آئیگا۔ مثلا کلما کان ہذا انسانا کان حیوانا، یہ شرطیہ موجبہ کلیہ ہے اس کا عکس موجبہ جزئیہ یعنی قد یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسانا ہوگا، اس کا عکس موجبہ کلیہ یعنی کلما کان ہذا حیوانا کان انسانا نہ ہوگا اس لیے کہ یہ کاذب ہے۔

قوله لِجوازِ عمومِ الخ بیانٌ لِلجزءِ السلبیِّ من الحصرِ المذکورِ واَمَّاالایجابُ الجزئیُّ فبدیھیٌ کمامَرَّ

ترجمہ:۔مصنف کا قول لجواز الخ، یہ بیان ہے حصر مذکور کی جزء سلبی کا اور بہرحال ایجاب جزئی تو وہ بدیہی ہے جیسا کہ گزرا۔

تشریح **بیان الخ** :۔شارح کہتے ہیں کہ مصنف کا قول لجواز الخ دعوی ثانی کی دلیل ہے، یعنی موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس مستوی موجبہ کلیہ نہیں آتا اس لیے کہ ہوسکتا ہے کبھی محمول یا تالی عام ہوں، پس اگر عکس موجبہ کلیہ لایا جائے تو محمول اور تالی خاص ہوجائیں گے اس وقت خاص کا عام کے تمام افراد پر صادق آنا لازم آئیگا جو کہ محال ہے، لہذا موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا۔ مصنف نے دعوی ثانی کی دلیل ذکر کی، دعوی اول کی دلیل ذکر نہیں کی کیونکہ وہ بدیہی ہے۔

متن: والسالبةُ الكليةُ تنعَكِسُ سالبةً كليةً والا لَزِمَ سلبُ الشئيِ عن نفسِه والجزئيةُ لاتنعَكِسُ اصلًا لِجوازِ عمومِ الموضوعِ اوِالمقدَّمِ

اورسالبہ کلیہ کاعکس سالبہ کلیہ آتا ہےورنہ لازم آئیگاشئی کواپنی ذات سےسلب کرنااورجزئیہ کاعکس بالکل نہیں آتابوجہ ممکن ہونےموضوع یامقدم کےعام ہونے کے

قوله والالَزِمَ سلبُ الشئي عن نفسه تقريرُه انْ يُقالَ كلما صَدَقَ قولُنا لاشئيَ من الانسانِ بحجر صَدَقَ لاشئيَ من الحجرِ بانسان والا لَصَدَقَ نقيضُه وهو بعضُ الحجر انسانٌ فنَضُمُّه معَ الاصلِ فنقولُ بعضُ الحجرِ انسانٌ ولاشئيَ من الانسانِ بحجر يُنتِجُ بعضُ الحجر ليس بحجر وهوسلبُ الشئيِ عن نفسِه وهذا محالٌ فمَنْشئُه نقيضُ العكسِ لانَّ الاصلَ صادِقٌ والهيئةُ مُنتِجَةٌ فيكونُ نقيضُ العكسِ باطلاً فيكونُ العكسِ حقًا وهو المطلوبُ

ترجمہ :۔مصنف کاقول والالزم سلب الشئی عن نفسہ ،اس کی تقریر یہ ہے کہ کہا جائے جب بھی صادق ہو ہمارا قول کہ کوئی انسان پتھرنہیں تو صادق ہوگا کوئی پتھر انسان نہیں اور صادق آئے گی اس کی نقیض جو کہ بعض پتھر انسان نہیں ، ہے۔پس اس کو ہم ملائیں گےاصل قضیہ کےساتھ پس ہم کہیں گےبعض پتھر انسان ہیں اورکوئی انسان پتھرنہیں تو یہ نتیجہ دے گا بعض پتھر پتھرنہیں،اور یہ سلب الشئی عن نفسہ ہےاور یہ محال ہے پس اس کا منشاعکس کی نقیض ہے اسلئے کہ اصل قضیہ صادق ہےاورشکل نتیجہ دینے والی ہے پس عکس کی نقیض باطل ہوگی پس عکس حق ہوگا اور یہی مطلوب ہے۔

﴿**تشریح**﴾ **تقریرہ الخ** :۔ یہاں سےمتن کی وضاحت کرتے ہیں کہ سالبہ کلیہ کاعکس سالبہ کلیہ آتا ہے،سالبہ جزئیہ نہیں آتا کیونکہ اگر اس کاعکس سالبہ جزئیہ آئے تو سلب الشئی عن نفسہ لازم آئیگا اور یہ محال ہے،مثلاکوئی انسان پتھرنہیں ،اس کاعکس ہے کوئی پتھر انسان نہیں ، کیونکہ اگر یہ عکس صادق نہ ہوتو اس کی نقیض صادق آئے گی جوکہ یہ ہےبعض پتھر انسان ہیں ،اب ہم اس کو اصل قضیہ کےساتھ ملائیں بایں طور کہ اس نقیض کوصغری اوراصل قضیہ کوکبری بنائیں اور یہ کہیں بعض پتھر انسان ہیں اورکوئی انسان پتھرنہیں یہ شکل اول ہےتو نتیجہ ہوگا بعض پتھر پتھرنہیں اور یہ سلب الشئی عن نفسہ ہے جوکہ محال ہے، یہ محال کیوں لازم آیا؟اس میں تین احتمال ہیں (۱)اصل قضیہ یعنی کوئی انسان پتھرنہیں کی وجہ سے(۲)شکل اول کی وجہ سے(۳)عکس کی نقیض یعنی بعض پتھر انسان ہیں کی وجہ سے، پہلے دواحتمال غلط ہیں،اس لیے کہ اصل قضیہ سچاہےاورشکل اول کی نتیجہ کی شرائط موجود ہیں،لہذا متعین ہوا کہ یہ محال عکس کی نقیض کی وجہ سے لازم آیا، جوکہ یہ ہےبعض پتھر انسان ہیں پس عکس کی یہ نقیض باطل ہے جب نقیض باطل ہے تو عکس حق ہوگا جوکہ مطلوب ہے۔یعنی کوئی پتھر انسان نہیں۔

قوله عموم الموضوع وحینئذ یصِحُّ سلبُ الاخصِّ من بعضِ الاعمِّ لکن لایَصِحُّ سلبُ الاعمِّ من بعضِ الاخصِّ مثلًا یصدُقُ بعضُ الحیوانِ لیس بانسان ولایصدُقُ بعضُ الانسانِ لیس بحیوان قولُه اوِ المقدم مثلًایصدُقُ قد لایکونُ اذاکان الشئیَ حیوانًا کان انسانًا ولایصدقُ قد لایکون اذا کان الشئیُ انسانًا کان حیوانًا

ترجمہ: . مصنف کا قول عموم الموضوع اوراس وقت صحیح ہوگا اخص کو اعم کے بعض افراد سے سلب کرنا لیکن صحیح نہ ہوگا اعم کو اخص کے بعض سے سلب کرنا مثلا صادق ہے بعض حیوان انسان نہیں اور صادق نہیں بعض انسان حیوان نہیں، مصنف کا قول اوالمقدم، مثلا صادق ہے یہ کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ شئی جب حیوان ہو تو انسان ہو اور یہ صادق نہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ شئی جب انسان ہو تو حیوان ہو۔

﴿تشریح﴾ وحینئذ الخ :۔ یہاں سے متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ قضیہ سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ نہیں آتا اس لیے کہ بسا اوقات سالبہ جزئیہ میں موضوع عام ہوتا ہے تو اس وقت سالبہ جزئیہ میں اخص کا اعم کے بعض افراد سے سلب ہوتا ہے جیسے بعض الحیوان لیس بانسان، اور یہ صحیح ہے، اب اگر اس کا عکس سالبہ جزئیہ لائیں اور یہ کہیں بعض الانسان لیس بحیوان تو اعم کا اخص کے بعض افراد سے سلب لازم آئے گا جو کہ محال ہے۔معلوم ہوا سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ نہیں آتا، جب سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ نہیں آتا تو اس کا عکس سالبہ کلیہ بھی نہیں آئے گا، اس سے معلوم ہوا کہ سالبہ جزئیہ کا عکس بالکل نہیں آتا۔

اوالمقدم الخ :۔قضیہ شرطیہ سالبہ جزئیہ کا عکس بھی سالبہ جزئیہ نہیں آتا، اس لیے کہ ہوسکتا ہے قضیہ شرطیہ سالبہ جزئیہ میں مقدم عام ہو تو اس وقت اخص کا اعم کے بعض افراد سے سلب ہوگا جو کہ صحیح ہے اگر اس کا عکس سالبہ جزئیہ لائیں تو اعم کا اخص کے بعض افراد سے سلب لازم آئے گا جو کہ محال ہے، مثلا قد لا یکون اذا کان الشئی حیوانا کان انسان شرطیہ سالبہ جزئیہ ہے جو کہ صادق ہے اگر اس کا عکس قد لا یکون اذا کان الشئی انسان کان حیوانا لائیں جو کہ سالبہ جزئیہ ہے تو وہ صادق نہیں، جب شرطیہ سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ نہیں آتا تو اس کا عکس سالبہ کلیہ بھی نہیں آتا۔

متن: **وامَّا بحسبِ الجهةِ فمِنَ الموجِبَاتِ تنعَکِسُ الدائمتانِ والعامتانِ حینیةً مطلقةً**
اور بہرحال جہت کے لحاظ سے پس موجبات میں سے دائمہ مطلقہ اور مطلقہ عامہ اور عرفیہ عامہ اور مشروطہ عامہ کا عکس حینیہ مطلقہ آتا ہے

قوله وامابحسبِ الجهةِ یعنِی انَّ ماذَکَرُنَا ہ هو بیانُ انعکاسِ القضایا بحسبِ الکیفِ والکمِّ واَمَّابحسبِ الجهةِ الخ ، قولُه الدائمتانِ ای الضروریةُ والدائمةُ مثلاً کلما صَدَقَ قولُنابالضرورةِ اودائمًا کلُّ انسان

حیوانٌ صَدَقَ قولُنا بعضُ الحیوانِ انسانٌ بالفعل حینَ هو حیوانٌ والافصَدَقَ نقیضُہ وھو دائمًا لاشئیَ من الحیوانِ بانسان مادامَ حیوانًا فھو مع الاصلِ یُنتِجُ لاشئیَ من الانسانِ بانسان بالضرورۃِ اودائمًا ھذا خلافُ المفروضِ

ترجمہ : مصنف کا قول واماالخ یعنی جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ بیان تھا قضایا کے عکس کا کیف اور کم کے لحاظ سے اور بہر حال جہت کے لحاظ سے الخ ،مصنف کا قول الدائمتان یعنی ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ ،مثلا ہمارا قول بالضرورۃ یا بالدوام کل انسان حیوان جب بھی صادق ہوگا تو صادق ہوگا بعض حیوان انسان ہیں بالفعل جب تک وہ حیوان ہیں ورنہ پس صادق آئے گی اس کی نقیض جو کہ کوئی حیوان انسان نہیں دائما جب تک وہ حیوان ہے، ہے پس وہ اپنی اصل کے ساتھ نتیجہ دے گی کہ کوئی انسان انسان نہیں بالضرورۃ یابالدوام، یہ خلاف مفروض ہے۔

﴿تشریح﴾ **یعنی الخ** :. متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ اب تک قضایا کے عکس کا بیان تھا کم اور کیف کے لحاظ سے، یعنی قضایا غیر موجہہ کے عکس کا ذکر تھا، اب جہت کے لحاظ سے عکس کا تذکرہ ہے یعنی قضایا موجہہ کے عکس کو بیان کرتے ہیں۔

ای الضروریۃ الخ :۔ متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ ضروریہ مطلقہ کا عکس حینیہ مطلقہ آتا ہے، مثلاً کل انسان حیوان بالضرورۃ ضروریہ مطلقہ ہے اس کا عکس ہے بعض الحیوان انسان بالفعل حین ہو حیوان، جو کہ حینیہ مطلقہ ہے۔ اس لیے کہ اگر یہ عکس صادق نہ ہو تو اس کی نقیض صادق ہوگی جو کہ یہ ہے دائما لاشئی من الحیوان بانسان مادام حیوانا، پس اس کو اصل قضیہ کے ساتھ ملائیں بایں طور کہ اصل قضیہ کو صغری اور اس نقیض کو کبری بنائیں اور کہیں کل انسان حیوان بالضرورۃ اور دائما لاشئی من الحیوان بانسان مادام حیوانا، تو نتیجہ نکلے گا لاشئی من الانسان بانسان بالضرورۃ یہ سلب الشئی عن نفسہ ہے جو باطل ہے، پس معلوم ہوا کہ نقیض باطل ہے، جب نقیض باطل ہے تو عکس حق ہے اور یہی مطلوب ہے۔

اسی طرح دائمہ مطلقہ کا عکس بھی حینیہ مطلقہ آتا ہے مثلاً کل انسان حیوان بالدوام دائمہ مطلقہ ہے اس کا عکس ہے بعض الحیوان انسان بالفعل حین ہو حیوان جو کہ حینیہ مطلقہ ہے، اس لیے کہ اگر یہ عکس صادق نہ ہو تو اس کی نقیض صادق ہوگی جو کہ دائما لاشئی من الحیوان بانسان مادام حیوانا ہے، اب اگر اس کو اصل قضیہ کے ساتھ ملائیں بایں طور کہ اصل قضیہ کو صغری اور اس نقیض کو کبری بنائیں اور یہ کہیں کل انسان حیوان بالدوام اور دائما لاشئی من الحیوان بانسان مادام حیوانا تو نتیجہ ہوگا لاشئی من الانسان بانسان بالدوام اور یہ سلب الشئی عن نفسہ ہے جو کہ باطل ہے، پس معلوم ہوا کہ نقیض باطل ہے جب نقیض باطل ہے تو عکس حق ہوگا اور یہ مطلوب ہے۔

قولہ والعامتانِ ای المشروطۃُ العامۃُ والعرفیۃُ العامۃُ مثلا اذاصَدَقَ بالضرورۃِ اوبالدوامِ کلُّ کاتبٍ

متحرکُ الاصابعِ مادَامَ کاتباً صدَقَ بعضُ متحرکِ الاصابعِ کاتبٌ بالفعلِ حینَ هو متحرّکُ الاصابعِ والافیصدُقُ نقیضُه دائماً لاشئیَ من متحرکِ الاصابعِ بکاتبٍ مادامَ متحرّکَ الاصابعِ وهو معَ الاصلِ یُنتِجُ قولَنابالضرورۃِ اوبالدوامِ لاشئیَ من الکاتِبِ بکاتبٍ مادامَ کاتبًا هذاخلافُ المفروضِ

ترجمہ :۔مصنف کا قول والعامتان یعنی مشروطہ عامہ اورعرفیہ عامہ مثلاجب صادق ہو بالضرورۃ یابالدوام ہرکاتب کی انگلیاں حرکتی ہیں جب تک وہ کاتب ہے تو صادق ہوگا یہ کہ بعض انگلیوں کی حرکت والے کاتب ہوتے ہیں بالفعل جب تک وہ انگلیوں کی حرکت والے ہوں ورنہ پس صادق آئے گی اس کی نقیض کہ دائما کوئی انگلیوں کی حرکت والا کاتب نہیں جب وہ انگلیوں کی حرکت والا ہے اور یہ اصل کے ساتھ نتیجہ دے گا ہمارے اس قول کا کہ بالضرورۃ یابالدوام کوئی کاتب کاتب نہیں جب تک وہ کاتب ہے یہ خلاف مفروض ہے۔

﴿تشریح﴾ ای المشروطة الخ :۔ یہاں سے متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ مشروطہ عامہ کا عکس حینیہ مطلقہ آتا ہے مثلاکل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا مشروطہ عامہ ہے اس کا عکس ہے بعض متحرک الاصابع کاتب بالفعل حین ہو متحرک الاصابع جو کہ حینیہ مطلقہ ہے، اس لیے کہ اگر یہ عکس صادق نہ ہوتو اس کی نقیض صادق ہوگی جو کہ دائما لاشئی من متحرک الاصابع بکاتب مادام متحرک الاصابع ،اس کو اگر اصل قضیہ کے ساتھ ملائیں بایں طور کہ اصل قضیہ کو صغری اور اس نقیض کو کبری بنائیں اور یہ کہیں بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا ولاشئی من متحرک الاصابع بکاتب مادام متحرک الاصابع تو نتیجہ ہوگا لاشئی من الکاتب بکاتب مادام کاتبا، یہ سلب الشئی عن نفسہ جو کہ باطل ہے پس معلوم ہوا کہ نقیض باطل ہے، جب نقیض باطل ہے تو عکس حق ہوگا اور یہی مطلوب ہے

اسی طرح عرفیہ عامہ کا عکس بھی حینیہ مطلقہ آتا ہے مثلا بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا یہ عرفیہ عامہ ہے اس کا عکس بعض متحرک الاصابع کاتب بالفعل حین ہو متحرک الاصابع جو کہ حینیہ مطلقہ ہے۔اس لیے کہ اگر یہ عکس صادق نہ ہوتو اس کی نقیض صادق ہوگی جو کہ دائما لاشئی من متحرک الاصابع بکاتب مادام متحرک الاصابع ، اب اس کو اصل قضیہ کے ساتھ ملائیں بایں طور کہ اصل قضیہ کو صغری اور اس نقیض کو کبری بنائیں اور کہیں بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا ولاشئی من متحرک الاصابع بکاتب مادام متحرک الاصابع تو نتیجہ ہوگا لاشئی من الکاتب بکاتب بالدوام مادام کاتبا، یہ باطل ہے پس معلوم ہوا کہ نقیض باطل ہے جب نقیض باطل ہے تو عکس حق ہوگا اور یہی مطلوب ہے۔

متن **والخاصتانِ حینیةً لادائمةً**

اور مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ کا عکس حینیہ لا دائمہ آتا ہے

قولہ والخاصتانِ ای المشروطةُ الخاصةُ والعرفیةُ الخاصةُ تنعَکِسُ الی حینیةٍ مطلقةٍ مقیدةٍ باللادوامِ اَمَّا انعکاسُھُما الی حینیةٍ مطلقةٍ فلانَّہ کلما صَدَقَتِ الخاصتانِ صَدَقَتِ العامتانِ وقد مرَّ ان کلما صَدَقَتِ العامتانِ صَدَقَتْ فی عکسِھما الحینیةُ المطلقةُ واَمَّا اللادوامُ فبیانُ صدقِہ انَّہ لو لم یصدُقْ لَصَدَقَ نقیضُہ ونَضُمُّ ھذاالنقیضَ الی الجزءِ الاوَّلِ من الاصلِ فیُنتِجُ نتیجةً ونضُمُّ النقیضَ الی الجزءِ الثانِی من الاصلِ فیُنتِجُ مایُنَافِی تلکَ النتیجةَ

ترجمہ: مصنف کا قول والخاصتان یعنی مشروطہ خاصہ اورعرفیہ خاصہ منعکس ہوتے ہیں حینیہ مطلقہ کی طرف جولا دوام کے ساتھ مقید ہو بہرحال ان کا حینیہ مطلقہ کی طرف منعکس ہونا پس اس لیے کہ جب بھی صادق ہوں دونوں خاصے تو صادق ہونگے عامتان ،اور تحقیق یہ گزر چکا ہے کہ جب بھی عامتان صادق ہوں تو صادق ہوگا ان کے عکس میں حینیہ مطلقہ اور بہرحال لا دوام پس اس کے صدق کا بیان یہ ہے کہ اگر وہ صادق نہ ہوتو اس کی نقیض صادق ہوگی اور ہم اس نقیض کو ملائیں گے اصل قضیہ کے جزءاول کے ساتھ تو وہ ایک نتیجہ دے گی ،اور ہم ملائیں گے نقیض کو اصل قضیہ کے جزءثانی کے ساتھ تو وہ نتیجہ دے گی وہ نتیجہ جو اس نتیجے کے منافی ہوگا۔

تشریح ای المشروطة الخ :۔متن کی وضاحت کرتے ہیں کہ مشروطہ خاصہ اورعرفیہ خاصہ کا عکس حینیہ مطلقہ لا دائمہ آتا ہے یعنی ایسا حینیہ مطلقہ جولا دوام کے ساتھ مقید ہو یعنی حینیہ مطلقہ مطلقہ عامہ۔اس عکس کی دوجزئیں ہیں ،پہلی جزءحینیہ مطلقہ ہے دوسری جزءمطلقہ عامہ ہے۔

واماانعکاسھما الخ :۔ یہاں سے پہلی جزء کی دلیل دیتے ہیں کہ مشروطہ خاصہ اورعرفیہ خاصہ کا عکس حینیہ مطلقہ تو اس لیے آتا ہے کہ جب مشروطہ خاصہ اورعرفیہ خاصہ صادق ہوں تو مشروطہ عامہ اورعرفیہ عامہ بھی صادق ہونگے ،اس لیے کہ مشروطہ عامہ اورعرفیہ عامہ مشروطہ خاصہ اورعرفیہ خاصہ کے جزء ہیں ،اور جب کل صادق ہوتو جزءبھی صادق ہوتا ہے،اور یہ بات گزر چکی ہے کہ جب عرفیہ عامہ اور مشروطہ عامہ صادق ہوں تو ان کا عکس حینیہ مطلقہ صادق آتا ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ جب بھی مشروطہ خاصہ اورعرفیہ خاصہ صادق ہوں تو حینیہ مطلقہ بھی صادق ہوگا جو کہ ان دونوں کے عکس کا پہلا جزء ہے،تو اس سے پہلی جزء ثابت ہوگئی۔

واما اللادوام الخ :۔یہاں سے دوسری جزءثابت کرتے ہیں کہ دوسری جزءیعنی مطلقہ عامہ اس لیے صادق ہے کہ اگر وہ صادق نہ ہوتو اس کی نقیض یعنی دائمہ مطلقہ صادق ہوگی کیونکہ اگر وہ بھی صادق نہ ہوتو ارتفاع نقیضین ہوگا جو کہ محال ہے، پس اس نقیض یعنی دائمہ مطلقہ کو اصل قضیہ کے جزءاول کے ساتھ ملائیں گے اور ترتیب دیں گے اس سے ایک نتیجہ نکلے گا ، پھر اس